حضورِ رسالت مآبؐ میں

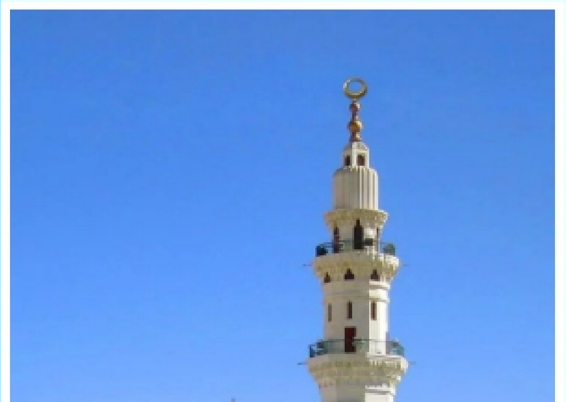

عبدالستار نعیم

عبدالستار نعیم کا یہ مجموعہ دنیائے نعت میں اُن کا پہلا تعارف ہے۔ جو اہلِ دل کے ساتھ اہلِ فن کو بھی متوجہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہے اس کی شعری فضا جن عناصر سے تشکیل پاتی ہے اُن میں قرآن وسنت کے نفاذ کی تمنا اور فکرِ اقبال سے ہم آہنگی کے علاوہ شاعر کے شخصی اوصاف یعنی سادگی واستغنا کا بھی بہت حصہ ہے۔ نام ونمود سے وارفتگی نے عبدالستار نعیم کی طبیعت میں جو ہمواری پیدا کی ہے وہ ان کی شاعری میں بھی واضح ہے۔ ان کی نعتوں کا مطالعہ بتاتا ہے کہ یہ شاعری طرزِ زندگی اور نظریۂ حیات کی طرح ان کی ہستی کے ساتھ ساتھ پرورش پاتی رہی ہے۔

یہ نعتیہ مجموعہ بے ساختگی اور واقعیت کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ زبان وبیان کی حلاوت کا حامل ہے۔ لفظوں کی پیوندکاری بڑی نرمی سے کی گئی ہے۔ یہاں خوش بیانی اشکِ محبت وندامت کو کبھی ستاروں کی چمک اور کبھی پھول کی خوشبو سے بھر دیتی ہے۔ خوبصورت تلازمات اور استعارات نے کئی اشعار کو مناظر کی سی جاذبیت عطا کی ہے۔ یہ خصوصیت کسی شاعر کے فکروفن میں بہت معنی رکھتی ہے۔ ان کے ہاں نعت گوئی کے محرکات بھی صاف جھلکتے ہیں۔ سیرت النبی کے اتباع کی دعوت ان کی نعت کا اولین مقصد نظر آتا ہے۔ چونکہ وہ دلِ پُردرد رکھتے ہیں اس لیے اصلاحِ امت کی خواہش میں طنز وتلخی کے بجائے سوز وگداز کی لے سنائی دیتی ہے۔

میری دعا ہے کہ عجز وصداقت سے پیش کیے گئے یہ گل ہائے محبت حضور رسالت مآبؐ میں قبولیت کا شرف حاصل کریں۔

صبیح رحمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضورِ رسالت مآب ﷺ میں

نعتیہ مجموعہ

عبدالستار نعیم

سلسلہ اشاعت: 142

تاریخ اشاعت: جنوری 2025ء

قیمت: دعائے خیر

Hazoor-e-Risalat Maab Mein

by

Abdul Sattar Naeem

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: حضورِ رسالت مآبؐ میں

مصنف: عبدالستار نعیم

کمپوزنگ: مبشرہ آصف

تزئین: علی حسن زیدی

پروف: خالد محمود

سرِورق: ارحم گرافکس

بائنڈنگ: محمد عمران

مطبع: ''زیدی'' ڈیجیٹل پرنٹنگ، فیصل آباد

اہتمام: نعت اکادمی

پوسٹ بکس نمبر 25، فیصل آباد

انتساب

اللہ کے آخری رسول اور محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاکیزہ محبت میں مرتب کئے گئے اِس مجموعۂ نعت کو مَیں اپنے والدین کریمین کے نام منسوب کرتا ہوں ــــــ وہ دو عظیم ہستیاں کہ جنھوں نے صغر سنی میں میرے نطق، میری فکر اور میرے مزاج کو قرآن کے الفاظ و مطالب، ہادیٔ برحقؐ کی تعلیمات اور آدابِ سحر خیزی سے آراستہ کیا اور مجھے وہ بنیادی ذوقِ علم و آگہی عطا کیا جو بڑھتے بڑھتے میرے لئے ایک حوالۂ معتبر بن گیا اور جس نے زندگی بھر مجھے ایک قوی داعیہ اور جرأت آموز تابِ سخن فراہم کی۔

رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِى صَغِيراً

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قطعات تاریخ

قطعۂ تاریخ عیسوی

پا گئے کیسی سعادت ہیں نعیم خوش نوا
پہلا مجموعہ ہے نعت سرور کونین ﷺ کا
پھول! خوش بختی ہے بے شک کوشش مدح حضور ﷺ
کہہ دو تاریخ اشاعت ''فیض ختم الانبیا''
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)2025ء

نتیجۂ فکر: تنویر پھول، نیویارک، امریکہ

قطعۂ تاریخ ہجری

لے کے آئے ہیں محترم ستار
نعت سرکار ﷺ جو ہے پر تنویر
پھول ! تاریخ اس کی کہہ دو یوں
''دید وجہ حضور ﷺ صبح منیر''
1446ہجری

نتیجۂ فکر: تنویر پھول، نیویارک، امریکہ

ترتیب

✍ ۔ پیش لفظ (عبدالستار نعیم) 09

✍ ۔ حضورِ رسالت مآبؐ میں (ڈاکٹر ریاض مجید) 20

✍ ۔ نعتِ نعیم (ڈاکٹر شبیر احمد قادری) 29

✍ ۔ 'حرفِ نعیم' حضورِ رسالت مآبؐ میں (سیّد حامد یزدانی) 39

---

1)۔ ہے سلطنت جہان میں پروردگار کی 41

2)۔ خدا ہے وہ ہستی جسے ہے بقا 43

3)۔ شجر شجر، حجر حجر، گلی گلی، نگر نگر 46

4)۔ ہر جگہ لطفِ غم نہیں ہوتا 48

5)۔ یہ زمزمے حرم کے فرشتوں کا یہ نزُول 50

6)۔ مدینے کا سفر ہے اور مَیں ہوں 52

7)۔ مجھ کو پھر بادِ بہاری کا سلام آ جائے 54

8)۔ اِک حُسن تیرے شہر کے ہر بام و دَر میں ہے 56

9)۔ کبھی ہو یوں کہ مَیں اس دل کا حال کھول سکوں 58

10)۔ درِ محبوبؐ آیا چاہتا ہے 60

11)۔ اسمِ نبیؐ کو دہر میں گر سائباں کریں 62

12)۔ زمین اور ہے آسماں اور ہے 64

13)۔ بہار آئی ہے، دل میرا دلِ تابندہ تر ٹھہرا 66📖

14)۔ کوچۂ اِلطاف میں مَیں مثلِ پروانہ پھروں 67📖

15)۔ دِل ہوگا جو مسرُور جہاں کیسا لگے گا 69📖

16)۔ جی چاہتا ہے دہر کو لفظ آشنا کروں 71📖

17)۔ کمالِ حُسن جو کہیئے، اَدا میرے نبیؐ کی ہے 73📖

18)۔ دنیا نے مجھے رکھّا بڑے جور و جفا میں 74📖

19)۔ دہر کو پھر تلاش ہے منظرِ دل نواز کی 76📖

20)۔ اے کاش میں بھی اتروں دیارِ رسولؐ میں 77📖

21)۔ وہ ہادیؐ سب کے، سب کے رہنما وہ 79📖

22)۔ سب کا ہادی سب کا آقا صلی اللہ علیہ وسلم 80📖

23)۔ لازم ہے طاعت آپؐ کی، ایمان کے لئے 82📖

24)۔ سوچوں میں جب حضورؐ کا، کھُلتے ہیں بال و پر 84📖

25)۔ کریم و مستنیر و فخرِ انساں 86📖

26)۔ پھر آج مرا عزم ہے اُس پاک نگر کا 88📖

27)۔ برپا ہے مرے دِل میں مُناجات کا عالم 90📖

28)۔ زمیں کو دیکھتا ہوں مَیں سپہرِ کائنات سے 92📖

29)۔ یقین و صدق و صفا کی باتیں 94📖

30)۔ ہم ترستے ہیں ترے شہر کی رعنائی کو 96📖

31)۔ جی کے بہلانے کو اک موجِ نظر کافی ہے 98📖

32)۔ اِنسانیت سے شُکر ہو کیونکر ترا ادا 100📖

33)۔ بطحا جسے کہتے ہیں وہ اک چیزے دگر ہے 102📖

34)۔ اے کہ تُجھ سے بڑھ کے کوئی مُحسنِ انساں نہیں 104📖
35)۔ صد شکر کہ خُدا نے مسلماں بنا دیا 106📖
36)۔ معبود فقط ایک ہے جو ربِّ جہاں ہے 108📖
37)۔ مصائب اِس قدر ہیں ہر سکوں غرقاب ہو جائے 110📖
38)۔ وسعتِ دہر میں تابندہ مدینے کی زمیں 112📖
39)۔ عالم میں سارا حُسن محمدؐ کے دم سے ہے 114📖
40)۔ خوشا کہ کتنا حسین ہے زمیں کا نظارہ 116📖
41)۔ میرِ حجاز و فارس و عَرَب و عَجَم بس آپؐ 119📖
42)۔ اَوجِ ہستی کو یوں دوام کریں 121📖
43)۔ کبھی گرمِ سفر ہو سوئے بطحا یہ دلِ محزوں 123📖
44)۔ ہر سو جہاں میں ظلمتِ شب تاب ہے بہت 125📖
45)۔ طیبہ میں اگر گھر ہو تو ہے بات ہی کچھ اور 127📖
46)۔ زمیں پہ طرزِ حیات کیا ہو، مجھے یہ اُس نے سکھا دیا ہے 129📖
47)۔ زمیں کو آسماں سے کیا نسبت 131📖
48)۔ یہ دل ترے دیار کو کچھ یوں مچلتا ہے 132📖
49)۔ آپؐ کی مِدحت حریر و پرنیاں 134📖
50)۔ الطاف و رنگ و نور سراپا حضورؐ سے 136📖
51)۔ حضورؐ رحمتِ عالم، نبیِ ربِّ کریم 137📖
52)۔ کیوں کارِ جہاں بستۂ اوہام بہت ہے 138📖
53)۔ یہ زمیں آسماں کی بات کرے 140📖
54)۔ کیوں غم سے اپنے ساغرِ جاں کو بھرا کروں 142📖

55)۔ سُنتے ہیں رمضان کی آمد آمد ہے 📖144

56)۔ مرحبا! سب کو بزم ہائے رشید 📖146

57)۔ شمعِ افکار ضیا بار اِسی نام سے ہے 📖148

58)۔ زمیں کو بس فلک کی رہنمائی 📖150

59)۔ دلوں کے زخم بھرتے جا رہے ہیں 📖153

60)۔ وہ شہر شہرِ نوادر سے ہے بہت برتر 📖154

61)۔ اے کاش کہ عُقبیٰ کا میّسر ہو خزینہ 📖156

62)۔ قطعہ: اُن کے لطف و کرم کی بات کریں 📖157

63)۔ سامراجیت: ظلم و ستم کے دَور کو کیا نام دیجئے 📖158

64)۔ قطعہ: زمانے بھر کی عداوت کو آج مات کروں 📖159

65)۔ رمضان کی آمد: نظارۂ عنایتِ ربِّ کریم ہے 📖160

◆......◆◆◆......◆

پیش لفظ

''حضورِرسالتمآبؐ میں'' کے دلآویز نام سے ترتیب دیئے جانے والے اِس مجموعۂ حمد ونعت کی اشاعت کے موقع پرمَیں اِس محبت آمیز استعجاب میں ہوں کہ کیا واقعی مَیں بھی اَب سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حدی خوانوں کے کاروانِ شوق کا حصہ بن چکا ہوں۔ یہ زندگی جوفکروعمل کے گوناگوں زاویوں سے عبارت ہے، اِس میں کامیابی کا واحدراستہ یہی ہے کہ اللہ کی کتاب قرآنِ حکیم کوحرزِجاں بنایا جائے اورنبیِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پہ عمل پیرارہا جائے۔ یہی دنیا میں اطمینان وتکریم اورآخرت میں نجات کا ضامن ہے۔

فوزالمرام کے لئے اللہ کا فرمانِ گرامی ہے کہ **لقد کان لکم فی رسولِ اللّٰہِ اسوۃ حسنہ** کہ 'تمہارے لئے بہترین نمونۂ عمل نبیِ محترمؐ کی ذاتِ اقدس میں ہے' جب کہ آپؐ کے اسوۂ حسنہ کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں **کان خُلُقُہُ القرآن** کہ 'حضورنبیِ کریمؐ کے اخلاق تو قرآن کا پرتو تھے' گویاقرآن سے اسوۂ رسولؐ پراوراسوۂ رسولؐ سے قرآن پرزندگی گزارنے کا سبق ملتاہے۔ مرشد اقبالؒ نے اس کی کیاخوب تاویل کی ہے کہ:

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظرآتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

اقبالؒ کہتے ہیں کہ:

خیمہ افلاک کا استادہ اِسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اِسی نام سے ہے

تاہم نبیِ مکرمؐ کے اسوۂ حسنہ پہ عمل تبھی ممکن ہے جب دل آپؐ کی محبت سے آراستہ ہو۔محبتِ رسولؐ کے بغیر دنیاوآخرت میں کامیابی کی امید عبث ہے:

شبے پیشِ خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا زارند و خوارند
ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

نعت کی صنف اِسی محبت کا اظہار اوراس کے فروغ کی خواہش ہے۔اِس میں حضورؐ کے عشق پہ قافیہ آرائی،آپ کے اسوۂِ حسنہ پہ عمل کرنے کا عہد،آپؐ سے میدانِ حشر میں شفاعت کی امید،آپؐ کے فضائل کا بیان اور اللہ کریم سے آپؐ کی محبت میں اضافے کی دعائیں جیسے سب مضامین شامل کیے جاتے ہیں۔اقبالؒ کہتے ہیں :

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
ور حسابم را تو بینی نا گزیر
از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

لَوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب وخاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جُنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب وجستجو، عشق حضور و اضطراب

ہمارے لئے حکم ہے کہ ہم حضورِ نبیِ کریمؐ کے طریقِ عمل اور آپؐ کے فرمودات کی پیروی کریں اور اِس کے لئے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی محبت کو اپنے دلوں میں جاگزیں کریں۔ نعت کے محبت بھرے اشعار اسی طرف ہماری رہنمائی کرتے اور ہمارے جذبوں کو مہمیز دیتے ہیں۔نبیِ کریمؐ کے اصحاب میں حضرت حسانؓ بن ثابت وہ اوّلین شخصیت تھے جنہوں نے حضورؐ کی ثنا خوانی کی داغ بیل ڈالی۔آپؐ نے کتنی ہی بار بد بخت کفّار ومشرکین کی ہرزہ سرائی کا جواب دینے کے لیے حضرت حسانؓ کو حکم دیا اور آپؓ کی خیال آرائی کو پسند فرمایا۔ یہ بھی جہاد کی ایک قسم ہے اور جہاں یہ طریقِ جنگ کام کر سکتا ہے وہاں شاید جہد وتقابل اور سبقت کوشی کے دوسرے طریقے کارگر نہیں ہو سکتے ، یہ خوبصورت فنِ ادب حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت کعبؓ بن زہیر اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ جیسے عظیم الشّان صحابہ کرم سے ہوتا ہُوا تابعین اور تبعِ تابعین میں عام ہُوا اور پھر اِس نے ہمارے اَدوار کو زینت بخشی۔

لہٰذا اُمتِ مسلمہ کی تاریخ ایسے بے شمار اہلِ قلم حضرات سے بھری ہوئی ہے جنہوں نے اپنی اپنی زبان میں نبیِ ذیشانؐ کی عظمت، آپؐ کی فکرو دانش کی پاکیزگی اور آپؐ کی لازوال برتری کو بہ صد حسن وخوبی اجاگر کیا اور دشمنوں کے مکروفریب کو قرطاس وقلم کے ذریعے شکست دی۔ اُردو اور فارسی شعراء کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے گزشتہ کئی صدیوں میں برّصغیر میں اس محاذ کو سنبھالا دیا اور اپنی بلندیِ فکر اور رفعتِ خیال کو رسولِ معظمؐ کی نعت نگاری میں ڈھال کر انتہائی لازوال ادب تخلیق کیا۔ کلامِ اقبال سے چند اشعار ہم اوپر نقل کر چکے ہیں، اب چند دوسرے بزرگوں کے گل ہائے عقیدت بھی پیشِ خدمت ہیں۔

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلو علیہ وآلہٖ

(سعدی شیرازیؒ)

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور عقدہ وروں سے کھُل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

(ظفر علی خان)

نسیما جانبِ بطحا گزر کن
زِ احوالم محمدؐ را خبر کن
توئی سلطانِ عالم یا محمد
زِ روئے لطف سوئے من نظر کن

مشرّف گرچہ شُد جامی زِ لُطفش
خدایا ایں کرم بارے دگر کن
(منسوب بہ عبدالرحمان جامیؒ)

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بَر لانے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
(الطاف حسین حاؔلی)

فلک کو حکم دیجے پھَٹ پڑے اِن کینہ کاروں پر
بجائے آب برسے آگ طائف کی بہاروں پر
جناب رحمۃ للعالمینؐ نے سُن کے فرمایا
کہ میں اِس دہر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا
(حفیظ جالندھریؒ)

حریمِ قلب میں کیفِ حضور ہو ہر دَم
تڑپ یہ سینے سے بن کر دُعا نکلتی ہے
اگرچہ لاکھ بھٹکتی رہے نظر میری
وہ گھُوم پھر کے اُسی در پہ آ نکلتی ہے
گماں کی تیرہ شبی میں انہیں کی لَو مسلّم
لیے چراغِ یقین و ہدیٰ نکلتی ہے
(ابوالامتیاز، ع۔س۔مسلّم)

دِل میں اُترتے حرف سے مجھ کو ملا پتا ترا
معجزہ حسنِ صوت کا، زمزمۂ صدا ترا
دُور سہی دیارِ نُور، چُور سہی مرا شعور
تو مرا حوصلہ تو دیکھ میں بھی ہوں مبتلا ترا

(احمد ندیم قاسمی)

دو عالم میں تنویر پھیلی ہے جس کی
اُسے میں چراغِ حرم لکھ رہا ہوں
جہاں کے لیے اسوۂ مصطفےٰؐ کو
مداوائے رنج و الم لکھ رہا ہوں

(اعجاز رحمانی)

پوشیدہ ہے رضائے نبیؐ میں رضائے حق
راہِ خدا ہے راہِ رسالت مآبؐ میں
جو انقلاب پیشِ نظر ہے حضورؐ کے
انساں کی ہے فلاح اسی انقلاب میں
قرآں کو حرزِ جاں نہ بنائیں تو کس طرح
سیرت کا ہے بیاں تو فقط اِس کتاب میں

(انجم رُومانی)

کس نے ذرّوں کو دیا اوجِ ثریّا کا مقام
کس نے بدلی ہے جہالت کی فضا کی صورت
پھر وہی نُور زمانے میں چمکتا دیکھوں
پھر بدل جائے زمانے کی ہوا کی صورت

(انور سدید)

ایک عالی جناب کو چاہوں
مَیں رسالت مآبؐ کو چاہوں
جس پہ قرآن سی کتاب اُتری
اُس کو اس کی کتاب کو چاہوں

(حافظؔ امرتسری)

مدینہ آپؐ کے نقشِ قدم کی برکت سے
عجیب شان کا، عظمت کا، احترام کا ہے
کھلا یہ راز حضوری کے وقت اے حافظ
کہ میرا اشکِ ندامت بڑے ہی کام کا ہے

(حافظ لدھیانوی)

کِھلانے والا گلہائے محبت دشتِ نفرت میں
وہ ظرفِ شوق میں جذبوں کی حدّت گھولنے والا
مٹائے تفرقے رنگ ونسب کے جس نے عالم سے
وہ میزانِ عمل میں قدرِ انساں تولنے والا
وہ آہنگِ حقیقت دینے والا حرف و معنی کو
وہ بس وحیِ الٰہی کی زباں میں بولنے والا

(حفیظ الرحمٰن احسن)

وہ ہادئ جہاں جسے کہیے جہانِ خیر
نسبت سے اُس کی میرا وطن ہے نشانِ خیر
وہ تابِ جاں، سحابِ کرم، انتخابِ حق
وہ شانِ فقر، آنِ تمدّن، روانِ خیر

(حفیظ تائب)

جب اپنے دشمنوں کو بخش دینا غیر ممکن تھا
حضورِ پاکؐ نے اس رسم کا آغاز فرمایا
کسی انساں کی عظمت اس سے بڑھ کر کیا ہو اے بزمیؔ
خدا نے آپؐ کے اخلاق پر خود ناز فرمایا

(خالد بزمی)

فضائے حُبِّ نبیؐ کا حسیں نکھار درُود
جزائے عشقِ پیمبرؐ کی ہے بہار درُود
کروں میں ان کا تصوّر تو روشنی دیکھوں
سُنوں جو اسمِ محمدؐ پڑھوں ہزار درُود

(خاطرغزنوی)

مشاہد ہیں شہِؐ انوار کے جنت میں رہتے ہیں
خوشا وہ جو رسول اللہؐ کی صحبت میں رہتے ہیں
مواجہ کی فضا میں معتکف رہتے ہیں جان و دل
زہے قسمت، حضورِ آیۂ رحمت میں رہتے ہیں
کسی بھی پَل سرک سکتے ہیں پردے روزنِ جاں کے
ریاضؔ اک انتظارِ دید کی لذّت میں رہتے ہیں

(ڈاکٹر ریاض مجید)

تمدّن کو شائستگی تو نے بخشی
محبت ، کرم ، دوستی نام تیرا
شبِ زندگی کو سَحر کرنے والے
ہر اک دَور کی روشنی نام تیرا

(سیّد ضمیر جعفری)

تری حدیث میں مضمر ہے اعتبارِ سُخن
مرے لیے تو سبھی لفظ ہی سَند تیرے

(عارف عبدالمتین)

دیا توحید کا پیغام اُس نے بت پرستوں کو
کیا تبدیل رُخ اس نے دلوں کے بادبانوں کا

(عبدالعزیزخالد)

نصیبِ خَلق ہوئی آفتابِ علم کی دُھوپ
جمالِ حرف و معانی کے تازہ باب کھُلے
مَیں اس امید پہ کرتا ہوں نعت نذرِ حبیبؐ
کہ میرے واسطے محسؔن درِ ثواب کھُلے

(محسن احسان)

میری تقدیر کے نقش ڈُھلنے لگے
یاد آئی ہے جب چشمِ تر آپؐ کی
آج پھر کوہِ رحمت پہ خطبہ کوئی
آج امّت ہے پھر دَربدر آپؐ کی

(محسن نقوی)

کیا کہیں، کس قدر سکوں محشؔر
ذکرِ سلطانِؐ دیں سے ملتا ہے

(محشربدایونی)

نسبت ہو استوار اگر اُن کی ذات سے
اٹھیں نہ کیوں حجاب رخِ ممکنات سے

جیحوں کے پار اتریں گے پھر کب وہ قافلے
پوچھے سوادِ نیل، کنارِ فرات سے

(مرزا محمد منوّر)

خدا کی رحمت ہے نام اُس کا، فلاحِ انساں پیام اُس کا
ڈھلی ہوئی اس پیام میں جس کی زندگی ہے وہی نبیؐ ہے

(مظفر وارثی)

معراجِ نطق کیوں نہ ہو تیری ثنا مجھے
تُو ابتدائے خیر ہے، تُو انتہائے خیر
خیر البشرؐ کی ذات سے ہے خیر معتبر
خیرالوریٰ کے دم سے ہے قائم بِنائے خیر

(محمد افضل خاکسار)

تیرے آنے سے ہی تمدّن نے
زندگی کا لباس پہنا ہے
تازگی کی بہار دیکھی ہے

(محمد اقبال نجمی)

کون بزمِ جہاں میں آیا ہے
ہر طرف حُسن و نور چھایا ہے
اُن کے فیضِ قدم کی برکت سے
کرۂ ارض جگمگایا ہے
وہ جو تھے ظلمتوں میں سرگرداں
سیدھا رستہ انہیں دکھایا ہے

(جسٹس محمد الیاس)

سبق ملا ہے تری بارگاہ سے مجھ کو
مٹا جو راہ میں تیری وہ کامیاب ہُوا

(محمد عبدالعزیز شرقی)

شعاعِ مہرِ منوّر شبوں سے پیدا ہو
متاعِ خوابِ مسرّت غموں سے پیدا ہو
فروغِ اسمِ محمدؐ ہو بستیوں میں مُنیر
قدیم یاد نئے مسکنوں سے پیدا ہو

(منیر نیازی)

''حضورِ رسالتمآبؐ میں'' کے نام سے میری یہ شعری کاوش مختلف اَدوار میں لکھی گئی نعتوں کا مجموعہ ہے، جنہیں تلاش کر کے ایک کتاب بنانے کا داعیہ اور عزمِ بلند میرے برادر بزرگ اور میرے مربّی محترم پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید نے فراہم کیا اور عزیزِ گرامی قدر اور معروف اقبال شناس جناب انجنیئر ابوجنید عنائت علی برابر میری حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ اِن دونوں حضرات کا مَیں از حد ممنون ہوں کہ انہوں نے میری رہنمائی فرمائی اور میرے جیسے ایک گوشہ نشین کو اہلِ قلم کے معتبر قبیلے میں شامل کرنے کے لئے آسودۂ کار کیا۔

مجھے خوب احساس ہے کہ جلیل القدر نعت نگاروں کے ایوان میں میرے جیسے فرومایہ طفلِ مکتب کا داخلہ محض اللہ کریم کا احسانِ عظیم ہے اور یہ میرے والدین اور احباب کی محبت کا ثمرہ ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کاوش کے نتیجے میں کسی ایک بھی فرد کے سینے میں رواں محبّتِ رسول میں اضافہ ہو جائے اور اُس کے اعمال پاکیزہ تر ہو جائیں تو شائد یہ اللہ کے ہاں میری مغفرت کا سامان ٹھہر جائے۔

عبدالستار نعیم

حضورِ رسالت مآبؐ میں: عبدالستار نعیم

یہ برادرم عبدالستار نعیم کا نعتیہ مجموعہ ہے انہوں نے یہ نعتیں کئی سال، بلکہ کئی عشرے پہلے لکھیں انہوں نے اپنے آپ کو کبھی شاعر کے طور پر متعارف نہیں کروایا ایک انجنیئر کے طور پر پی ٹی سی ایل میں ایک بڑے منصب پر زندگی گزاری اِن دنوں رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس میں 'اقبال چیئر' کے ڈائریکٹر کے طور پر 'اقبالیات' کی خدمت کر رہے ہیں اُن کی زندگی کا ایک بڑا حصہ اہل سخن و دانش کی صحبت میں گزرا ــــ سینکڑوں مجالس میں تقاریر کیں ــــ مضامین لکھے اور تہذیبی وثقافتی سطح پر ہمیشہ اپنی موجودگی اہلِ فن سے محسوس کروائی ــــ کئی کتابوں کے دیباچے اور ان پر مضامین لکھے برّصغیر کے معروف نعت نگار حافظ لدھیانوی کی رفاقت میں وقت گزارا اُن کے فکروفن پر مضمون/ دیباچہ بھی لکھا ــــ وہ شاعروں میں کبھی نظر نہ آئے مگر اپنی خلوتوں میں تخلیق کے چراغ جلاتے رہے۔ اُنہیں فخر ہے کہ وہ اپنی زندگی میں سید مودودیؒ، سید ابوالحسن علی ندویؒ، پروفیسر غلام اعظمؒ، چوہدری محمد علیؒ، ماہر القادری، حکیم سعیدؒ، حافظ لدھیانویؒ، ایم ایم عالمؒ، جنرل حمید گُلؒ، خرم مرادؒ اور بہت ساری تاریخ ساز شخصیتوں کی صحبت میں رہے اور وہ اُن سے استفادہ کر چکے ہیں۔

اِن دنوں اُنہوں نے اپنے (دست بُردِ زمانہ سے بچ جانے والے) کلام کو مرتب کیا۔ مقامِ مسرت ہے کہ اُن کے دو مجموعے مرتب ہوئے ہیں ایک ''حضورِ رسالت مآبؐ میں'' کے نام سے پیشِ نظر ہے اور دوسری کتاب ''تمنّائے حرم''

کے نام سے الگ چھپ رہی ہے۔نعیم صاحب کا مزاج ادب کی اُس شاخ کے ساتھ ہے جس کے ڈانڈے سنجیدہ دینی روایت سے ملتے ہیں زمانہ طالب علمی سے آج تک اُن کے فکر کا مرکز دین رہا انھوں نے مختلف پلیٹ فارموں پر اسلام کی حقّانیت کے پھیلاؤ کے لیے مخلصانہ کوششیں کیں اور وطنِ عزیز میں اُس کے لیے کی جانے والی تحریک کے لیے رضا کارانہ طور پر خدمات سرانجام دیں ـــــ اپنے افکار کو کم کم شاعری کا جامہ پہنایا ـــــ جو کچھ بھی لکھّا اس میں شہرت و ناموری کی بجائے اخلاص ومحبت کی اقدار کو پیشِ نظر رکھا۔ حیرت ہوتی ہے کہ ادبی حلقوں سے دُور ہوتے ہوئے انھوں نے ایسی شاعری کی ـــــ اور اتنی تعداد میں شاعری کی کہ اب جمع آوری کے وقت بہ آسانی اُن کے دوشعری مجموعے تیار ہوگئے مجھے یقین ہے اگر اقبالیات اور دوسرے فکری وتہذیبی اور علمی و مذہبی موضوعات پر لکھے گئے اُن کے مضامین اکٹھے کئے جائیں تو وہ بھی قریباً دو مجموعوں جتنے ہوں گے۔

زیرِنظر کتاب جیسے کہ نام سے ظاہر ہے اُن کا نعتیہ مجموعہ ہے اس کا عنوان علامہ اقبال کی نظم ''حضورِ رسالتؐ مآب میں'' (بانگ درا) سے لیا گیا ہے جو اُن کی اقبال دوستی کا مظہر ہے اس کتاب کا بڑا حصہ نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔ مذہبی موضوعات اور شخصیات پر کچھ نظمیں بھی اِس کتاب میں شامل ہیں۔

نعیم صاحب کی نعت کا بنیادی جوہر اخلاص ہے انھوں نے آج کے کئی شاعروں کے برعکس نعت نگاری کو مجلس آرائی کے لیے نہیں اخلاص یا ب اظہارِ محبت کے لیے چُنا ہے۔اُن کے لیے یہ صنف احساسات، تجربات، مشاہدات اور خیالات کے اظہار کا ایک مبارک ذریعہ ہے جو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے رکھتے ہیں وہ بہ سلسلۂ ملازمت کچھ سال سعودی عرب میں بھی رہے انہیں بار بار مقامات مقدسّہ کی زیارت کا شرف حاصل ہُوا وہ کئی بار ریاض سے مدینہ منورہ اور مکہ

مکرمہ کے پُر کیف اسفار کے تجربے سے گزرے انہیں اس وقت خانہ کعبہ کے اندر نوافل پڑھنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی جب خانہ کعبہ کا فرش مطاف کا ہم سطح تھا خانہ کعبہ کی، بنیادوں سے ازسرِ نو تعمیر و تزئین نو ہو رہی تھی۔ یہ بہت ہی منفرد سعادت ہے جو نعیم صاحب کو ملی ورنہ خانہ کعبہ کا فرش نظر آنے والے دروازے کی سطح سے شروع ہوتا ہے (قریباً چھ فٹ کی بھرتی کے بعد)___ نعیم صاحب نے مکّہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور سعودی عرب کے دوسرے کئی مقامات کی بار بار زیارت بھی کی وہاں کی اعلیٰ دینی و مذہبی شخصیات سے بھی اُن کی ملاقاتیں رہیں___ ان سبھی تجربات کا عکس ان کی نعتوں کے پس منظر میں لَو دے رہا ہے۔

جیسا کہ پہلے نشاندہی کی گئی ہے اخلاص اُن کی نعت کا جوہر ہے۔ انہوں نے نعتیہ تجربات کا اظہار سرسری اور لفظوں کی سطح پر نہیں کیا بلکہ وہ سنجیدگی سے اِن تجربات کو اپنے فکر و فن کا حصہ بنانے کے لیے کوشاں رہے ہیں۔ ذاتِ رسالت مآبؐ سے ان کی محبت کا اظہار ''حضورِ رسالت مآبؐ میں'' کے ہر صفحہ پر چمکتا ہے۔ انہوں نے کچھ حمدیں بھی لکھیں جو کتاب کے آغاز میں ہیں ان کے درجِ ذیل اشعار دیکھئے:

حاضر جب اُس کے سامنے ہوں جنّ و اِنس سب
طاقت کسی کے پاس ہو نہ تُو تکار کی

واحد وہ، لا شریک وہ، سب کی امید وہ
عالَم دلیل اُس کے عظیم اقتدار کی

___

شجر شجر، حجر حجر، گلی گلی، نگر نگر
ہر اک طرف ہے تُو ہی تو، خبر خبر، نظر نظر

نعیم نے مختصر بحروں اور سادہ زمینوں میں جو نعتیہ شاعری کی ہے وہ پُر کیف اور موثر ہے ان نعتوں کے کیف اور تاثیر کا سبب اُن کی روانی بھی ہے جو ُاز دل خیزد بر دل ریزدٗ کی فضا پیدا کر دیتی ہے۔ **'حضورِ رسالت مآبؐ میں'** میں اس انداز کی کئی نعتیں ہیں چند اشعار دیکھئے:

مدینے کا سفر ہے اور مَیں ہوں
متاعِ دیدہ ور ہے اور مَیں ہوں
سرِ مژگاں سجے کتنے ستارے
مرا دامانِ تر ہے اور مَیں ہوں

درِ محبوبؐ آیا چاہتا ہے
سحابِ نورؐ چھایا چاہتا ہے

زمین اور ہے آسماں اور ہے
نگاہوں کو یہ آستاں اور ہے

وہ ہادیؐ سب کے، سب کے رہنما وہ
نبیؐ سب کے رسولِ خوش ادا وہ

یقین و صدق و صفا کی باتیں
جنابِ خیرالوریٰ کی باتیں

یہ زمیں آسماں کی بات کرے
تُو مرے دل میں واردات کرے

نعیم کے شعری ذوق کا ایک میلان ان کی تازہ کاری سے ملتا ہے یہ مطلعے دیکھئے ان نعتوں میں نعیم نے خوبصورت نعتیہ شعر نکالے ہیں:

برپا ہے مرے دِل میں مُناجات کا عالم
اشکوں سے مِرے ٹپکے ہے برسات کا عالم

جی کے بہلانے کو اک موجِ نظر کافی ہے
زندگی کرنے کو طیبہ کا نگر کافی ہے

عالم میں سارا حُسن محمدؐ کے دم سے ہے
یہ حُسنِ اہتمام خدا کے کرم سے ہے

میر حجاز و فارس و عَرَب و عَجَم بس آپؐ
شانِ کمالِ زینت و زیبِ حَرَم بس آپؐ

ہر سو جہاں میں ظلمتِ شب تاب ہے بہت
پر یاد تیری صورتِ مہتاب ہے بہت

کہیں کہیں ان کے نسبتاً غیر مانوس اوزان میں نعت کے نمونے بھی مل جاتے ہیں ان کا یہ مطلع دیکھئے:

دہر کو پھر تلاش ہے منظرِ دل نواز کی
نغمۂ لازوال کی، الفتِ جاں گداز کی

مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن (بحرِ رجز مثمن مطوی مخبون)

(یہ خاص بحر علامہ اقبال کی معروف نظم 'ذوق وشوق' میں استعمال ہوئی ہے۔)

نعیم کے ہاں بعض نعتوں کا آہنگ بڑا پُرتاثیر ہے ان مترنم نعتوں کے کچھ نمونے دیکھئے:

مجھ کو پھر بادِ بہاری کا سلام آ جائے
شہرِ طیبہ سے محبت کا پیام آ جائے

دِل ہو گا جو مسرُور جہاں کیسا لگے گا
طیبہ ہو نہ جب دُور، جہاں کیسا لگے گا

گھور اندھیری رات میں کیوں ہم ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں
ہم کو سورج چاند ستارا صلی اللہ علیہ وسلم

نعیم کی نعت میں محاسنِ شعری بھی لطف دیتے ہیں تشبیہ واستعارہ کے یہ نمونے دیکھئے:

اُتری تھی نہ اترے گی کبھی فرشِ زمیں پر
جو چیز ملی میرے پیمبرؐ کو حِرا میں

قرآن جیسی نعمتِ عظمٰی جہاں کو دی
باطل سے بچ نکلنے کا نسخہ بتا دیا

مصائب اِس قدر ہیں ہر سکوں غرقاب ہو جائے
مگر اُنؐ کے تصوّر سے یہ دل برقاب ہو جائے

خوشبو کا وہ دریا کہ مدینے میں رواں ہے
دل اُس کا شناور ہو تو ہے بات ہی کچھ اور

کہیں کہیں انہوں نے تراکیب کے ذریعے بھی اپنے نعتیہ جذبات و خیالات کا اظہار کیا ہے یہ دو شعر دیکھئے:

اسبابِ چشم مجھ کو میّسر ہوں بے حساب
اشکوں سے دل کا بوجھ میں ارزاں کیا کروں

کیوں کارِ جہاں بستۂ اوہام بہت ہے
کیوں سلسلۂ سود و زیاں عام بہت ہے

'حضورِ رسالتؐ مآب میں' میں غیر مردف نعتوں کا بھی ایک نمایاں حصہ ہے علامہ اقبال نے بال جبریل کی اکثر غزلوں میں ردیف کا استعمال کیا ہے۔ تخلیقی عمل میں ردیف سے آزادی شاعر کو ایک ایسے تجربے سے گزراتی ہے جہاں وہ ردیف کی پابندی سے بے نیاز ہو کر اپنے محسوسات و مشاہدات صفحۂ قرطاس پر منتقل کرتا ہے۔ نعیم کی درج ذیل مطلعوں والی کچھ نعتوں کی مثالیں دیکھئے:

مری زبان پہ آتا ہے جب وہ اسمِ سلیم
مرے وجود میں چلتی ہے ایک بادِ شمیم

کبھی گرمِ سفر ہو سوئے بطحا یہ دلِ محزوں
کبھی آنکھوں میں اُترے اُس مقدس خاک کا افسوں

اِنسانیت سے شُکر ہو کیونکر ترا ادا
واقف تِرے مقام سے ہے بس مِرا خُدا

سوچُوں میں جب حضورؐ کا، کھُلتے ہیں بال و پر
ہوتے ہیں زیرِ کوہ و دمن، دشت و بحر و بر

کوچۂ اِلطاف میں مَیں مثل پروانہ پھروں
اَور اُس شمعِ کرم کے نُور سے دامن بھروں

کریم و مستنیر و فخرِ انساں
دلوں کی سر زمیں کو باد و باراں

نبیؐ کا اُسوۂ طیّب ہے مشعل
اُسی میں ہے فقط سب کی بھلائی

مرحبا! سب کو بزم ہائے رشید
زہے قسمت یہ ذکر ہائے سعید

نعیم صاحب نے اگرچہ اپنی شناخت کبھی شعری حوالوں سے نہیں کرائی مگر وہ اپنے شعر و ادب کے مطالعے اور حلقۂ احباب میں علمی و ادبی شخصیات سے رابطے کے سبب رچا ہُوا ادبی ذوق رکھتے ہیں انہوں نے جو کبھی کبھار شاعری کی ہے وہ بھی دو شعری مجموعوں کی ضخامت رکھتی ہے یہ اُن کا وہ کلام ہے جو اب دستیاب ہُوا ہے یقیناً

اس کے علاوہ بھی ان کی بہت سی شاعری (غیر نعتیہ) بھی ہو گی جو ان مجموعوں میں شامل نہیں۔

بحیثیت مجموعی 'حضورِ رسالت مآبؐ میں' ایک خوبصورت تاثر کی حامل ہے۔ اس کتاب سے فیصل آباد (جسے شہرِ نعت کہا جاتا ہے) میں ایک تازہ شاعر کی دریافت ہوئی ہے تازہ ان معنوں میں کہ پہلی بار ان کا نعتیہ کلام بھرپور حوالے سے سامنے آیا ہے۔ نعیم کی نعت اور صاحب نعتؐ سے نسبت اُن کی پہچان بن گئی ہے جیسا کہ انہوں نے اس شعر میں کہا ہے:

واللہ مجھ کو زعم ہے نسبت ہے آپؐ سے
کیا اور مجھ کو چاہیئے پہچان کے لئے

اللہ انہیں مزید توفیقاتِ نعت سے نوازے (آمین) اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حوالے سے اپنے جذبات وخیالات اور تجربات ومشاہدات یونہی صفحۂ قرطاس پر منتقل کرتے رہیں۔

مَیں اپنے تاثرات اس رباعی پر ختم کرتا ہوں:

پُر کیف حُب آشنا ولائے خواجہؐ
ہے خوب نعیم کی ثنائے خواجہؐ
احباب خلوص سے دعا فرمائیں
ہو اُن پر اور بھی عطائے خواجہؐ

ڈاکٹر ریاض مجید
ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز
رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس

نعتِ نعیم

اسلام میں اعمال کے لیے نیّت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ نیک نیت کو ظاہر ہے ثواب ملے گا اور جس کام کے پسِ پردہ بد نیتی کارفرما ہو، اس کام کو انجام دینے والے کے ساتھ سلوک بھی ویسا ہی ہوگا۔ اللہ جل شانہ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ثنا وستائش کی اساس سراسر نیک نیتی پر استوار ہوتی ہے اور ان کا صلہ و ثواب اور جزا بھی بہت خوش کُن ہے۔ پروفیسر عنوان چشتی نے زبان، عہد اور شخصیت کو زبان کی تخلیقی مثلث قرار دیا ہے۔ ان کی رائے میں ''یہ مثلث جامد یا میکانکی نہیں ہوتی بلکہ تخلیقی اور نامیاتی ہوتی ہے۔ اس لیے ہر دور میں اکثر بڑے فن کاروں کے یہاں اس کے زاویوں کا تناسب بدلتا رہتا ہے۔ کبھی عہد کا زاویہ بڑا ہو جاتا ہے، کبھی شخصیت کا اور کبھی زبان کا۔ اِسی نسبت سے شاعری کا مزاج بنتا اور بدلتا ہے۔'' [**جدید غزل کا لسانی منظر نامہ (مضمون) مشمولہ ''فکر و آگہی'' سہ ماہی دہلی، اگست ۱۹۸۶ء، ص۸**] ۔ اس رائے کے تناظر میں عبدالستار نعیم کی نعتوں کے مطالعے سے یہ زاویے مترشح ہوتے ہیں کہ اُن کے ہاں شخصیت (نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کے ذکر اذکار کے بعد اپنے عہد کا زاویہ زیادہ نمایاں ہے۔ جہاں تک زبان کا تعلق ہے، اس ضمن میں انہوں نے خود کوئی بڑا دعویٰ کیا ہے اور نہ اس حوالے سے میں خود کو اس بات کا اہل سمجھتا ہوں کہ شاعر محترم کی زبان کی لطافتوں پر بات کروں۔

نعت اِس اعتبار سے جداگانہ ذریعہ اظہار ہے کہ اس میں شاعر اپنی ذات کے

بجائے اپنے ممدوح مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات وصفات سے نسبت رکھتا ہے سواُن کے ذکر ومدح کے سامنے شاعر کی اپنی ذات اور شخصیت منہا ہوکر رہ جاتی ہے۔ یہ مدح کار کے عجز وانکسار کے اظہار کا قابلِ قدر اور لائقِ تقلید نمونہ بن کر قرطاسِ وقت پر ثبت ہوجاتا ہے۔ مدح کاری کا یہ وہ مقام ہے جہاں بقول عزت بخاری، جنید و بایزید بھی اپنا نفس گم کر لیتے ہیں۔نفیِ ذات کا یہ سلسلہ دیگر اصناف اور ہیئتوں کے شعرا میں مدح کار کو بلند تر مقام ومنصب پر فائز کرنے کا موجب ٹھہرتا ہے۔ مداح کا لفظ لفظ نبی اکرم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے نام ومقام ومنزلت کا ترجمان بن کر سطحِ قرطاس کی زیب وزینت میں اضافہ کرتا ہے اور سطر سطر سے عیاں ہوتا ہے کہ مداح ایسے ممدوح کے حضور نعت بدست کھڑا ہے جو ممدوحِ عالمین ہے۔محبوب ربِ کائنات ہے۔اس بارگاہ میں شاعر کا علم وفضل، مقام ومرتبہ، دولت وحشمت اور کتابیں سوت کی اٹی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ان اوضاع وصفات کی کوئی حیثیت اور چمک دمک ہے تو وہ صرف اور صرف نسبتِ ذاتِ محمد علیہ الصلوۃ والتسلیم کی اساس پر ہے۔ یہ نسبت اور تعلق قائم ودائم ہے تو مدادِ تیرہ سے لکھے ہوئے حروف ونقاط میں ایک عجیب نوع کی چمک دمک پیدا ہوجاتی ہے۔

عبدالستار نعیم نے اپنی عقیدتوں اور نسبتوں کے اظہار کے لیے جس صنفِ سخن کو انتخاب کیا ہے وہ غزل ہے۔اُدو کا بیش تر نعتیہ سرمایہ غزل ہی کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ڈاکٹر ریاض مجید غزل کو فنّی ریاضت کا ماحصل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اس شعری صنف کے علائم ورموز اور اسالیبِ ادا کی روایت فارسی اور اُردو شاعری کے ایک ہزار سالہ پس منظر تک پھیلی ہوئی ہے۔ردیف وقافیہ کا اہتمام اوزان وبحور کی پاسداری،علوم ورموز کا علامتی اور تلازمی سلسلہ...... یہ وہ خصوصیت ہیں جن کے سبب غزل کی صنف دوسری اصنافِ سخن کے مقابلے میں ہر دَور میں زیادہ مستعمل رہی ہے۔

ہر دور کے شاعروں نے اپنے محسوسات ومشاہدات کے لیے نہ صرف غزل سے رجوع کیا بلکہ اکثر شاعر عمر بھر غزل ہی کے ہو کر رہ گئے۔'' (دیباچہ: ورفعنا لک ذکرک، شاعرہ: بشریٰ فرخ، ۲۰۱۶ء، ص ۱۵) سچ تو یہ ہے کہ غزل جس قدر عام اور مقبول ہے اس میں طبع آزمائی بہت مشکل ہے۔ اس میں ندرت اور تازگی کے زاویے ابھارنا گویا خود شاعر کے لیے آزمائش کا درجہ رکھتا ہے۔

عبدالستار نعیم کا نام خوش نوایانِ چمنِ شعر میں اس لحاظ سے ممتاز مقام کا حامل ہے کہ کتابی چہرے کی رونمائی کے لیے نعت کو ترجیح دی جسے حافظ لدھیانوی مرحوم معراجِ سخن کہتے تھے۔ عبدالستار نعیم متشرع شخص اور راست فکر ادیب اور شاعر ہیں۔ نعت گوئی کے لیے فکر و نظر کا باوضو ہونا کیا معنیٰ رکھتا ہے اس کا ادراک صرف اہلِ حُب ہی کو ہے۔ نعت کی نسبت کی بدولت غزل ایسی رطب و یابس کی حامل صنف بھی راست رُو اور راست رَو ہو جاتی ہے۔ گویا غزل وضو کے تقدس اور نعمت سے مالا مال ہو گئی ہو:

یہ زمزمے حرم کے فرشتوں کا یہ نزُول
گزری ہے جو بھی اب تلک تھی محض ایک بھُول
مجھ پہ جُنوں نے راز یہ کھولا کہ کہکشاں
کہتے ہیں جس کو آپؐ کے قدموں کی ہے وہ دُھول
تر دامنی و اشکِ ندامت مِری بساط
تیرا کرم جو تحفۂ نا چیز ہو قبُول

جی چاہتا ہے دہر کو لفظ آشنا کروں
لفظوں کی آب و تاب کو موجِ صبا کروں

شاداب جی مرا ہو، سبک گام ہو قلم
دن رات میں ثنائے پیمبرؐ لکھا کروں
اپنی بساط ہے تو یہی حرف وصوت و رنگ
اِن کو نعیمؔ نعتِ رسولِ خداؐ کروں

سب کا ہادی سب کا آقا صلی اللہ علیہ وسلم
جُود کا مظہر نُور کا دریا صلی اللہ علیہ وسلم
دنیا بھر میں انسانوں کی آزادی کا پرچم تھامے
ٹھہرا جو ہر عہد میں بالا صلی اللہ علیہ وسلم

مختصر بحروں کا یہ نعت رنگ ملاحظہ ہو:

یقین و صدق و صفا کی باتیں
جنابِ خیرالوریٰ کی باتیں
سُنیں ہم اقوالِ عالی اُن کے
کریں وفا و حیا کی باتیں
بڑھی ہے رنجیدگی جہاں میں
چلو کریں مصطفٰے کی باتیں

کریم و مستنیر و فخر انساں
دلوں کی سر زمیں کو باد و باراں
محبت آپؐ کی اترے جو دل میں
چلے افلاک سے تائیدِ یزداں

نعت نگاروں کا مدحِ رسول کے بعد مقبول و محبوب موضوع سرزمین اقدس مدینہ منورہ سے محبت اور عقیدت کا اظہار ہے۔ یہ موضوع پانچ صورتوں میں سامنے آتا ہے (۱) پہلی بار مدینہ منورہ کی حاضری کی تمنّا (۲) اذنِ حضوری کے بعد کی کیفیتوں کا بیان (۳) واپسی کے لمحوں کی واردات کا بیان (۴) حضوری کے بعد عالمِ مہجوری کا دلگداز بیان (۵) دوبارہ اور بار بار حاضری کی تڑپ، عبدالستار نعیم کی نعتوں میں بھی ہمیں حاضری کی تڑپ اور حضوری نظر آتی ہے۔

کوچہٗ اِلطاف میں مَیں مثلِ پروانہ پھروں
اَور اُس شمعِ کرم کے نُور سے دامن بھروں
خاکِ پائے رحمۃ للّعالمیں سے مستنیر
سنگریزوں پہ چلوں اور اندروں روشن کروں

اے کاش میں بھی اتروں دیارِ رسولؐ میں
دیکھوں فضائے نُور جوارِ رسولؐ میں
اِک عمر سے ہے دل میں تمنائے روشنی
جیتا ہوں انتظارِ بہارِ رسولؐ میں

کب اترے آنکھ میں اپنی مدینے کی وہ شادابی
کب ایسا ہو کہ جی اُس دید سے سیراب ہو جائے
مجھے اک عمر سے ہے آرزو شہرِ مدینہ کی
جو مَیں اُس شہر میں اُتروں تو جاں شاداب ہو جائے

اور جب التجاؤں کو پذیرائی ملی تو سرزمینِ اقدس پر حاضری کی کیفیت اور حضوری کے لمحات کے دلپذیر بیان کی امثال ونظائر ملاحظہ ہوں:

مدینے کا سفر ہے اور مَیں ہوں
متاعِ دیدہ ور ہے اور مَیں ہوں
زمیں سے آسماں تک نُور ہی نُور
فضائے خوش نظر ہے اور مَیں ہوں
کنارے پر لگا میرا سفینہ
مدینہ مستقر ہے اور مَیں ہوں
نعیم اِس سے سِوا ہے دہر میں کیا
درِ خیرالبشرؐ ہے اور مَیں ہوں!

درِ محبوبؐ آیا چاہتا ہے
سحابِ نورؐ چھایا چاہتا ہے
نظر میں شہرِ فیضانِ نبیؐ کا
ہر اِک منظر سمایا چاہتا ہے
نئی دنیا میں داخل ہو رہا ہوں
پرانا دَور جایا چاہتا ہے
زمین اور ہے آسماں اور ہے
نگاہوں کو یہ آستاں اور ہے
ہم اُترے ہیں آج اک چمن زار میں
یہ طیبہ ہے یاں کا سماں اور ہے

اے خوشا! پھوٹتے ہیں نُور کے چشمے ہر سُو
اے وہ قریہ کہ ہے صورتِ فردوسِ بریں
اے خوشا! یاں کے در و بام گُل و برگ و ثمر
اے خوشا! یاں کے مکیں صاحبِ عزّ و تمکیں

حضوری کے لمحات سے دُوری بھلا کیسے گوارا ہے۔ نعیم کہتے ہیں:

ابھی نہ واپسی کا قصد یارانِ سفر کیجے
ابھی جنت کی خوشبو سے مَیں اپنا اندروں بھر لُوں

عبدالستار نعیم کی مدحیہ شاعری پر روایت کے اثرات بہت نمایاں ہیں۔ موضوعاتی، فکری اور فنّی ہر سہ اعتبار سے اس مجموعے میں شامل نعتیں عہدِ رفتہ اور عصری احوال کی مظہر ہیں۔ شاعر کا ایمان ہے کہ حضور کی ذات والا صفات میر حجاز و فارس وعرب و عجم ہے۔ عقل و دل و نگاہ کو جو روشنی میسر ہے وہ آپ ہی کی عطا ہے۔ آپ دنیا میں دائمی انقلاب لے کر آئے۔ آپ نے اپنی عدیم النظیر حکمت عملی کی بدولت جسم ہی فتح نہیں کیے بلکہ دلوں کی زریں مسند پر آپ ہی شان و شوکت سے براجمان ہیں۔ عبدالستار نعیم نے سوصد درست لکھا ہے:

چھوٹے، بڑے، ضعیف، قوی سب ہیں ہم سفر
سب کی امیدِ جانفزا، سب کا بھرم بس آپؐ
اِنسانیت ازَل سے ہے مَنَّتِ کش حضورؐ
میرِ جہان آپؐ ہیں، شاہِ اُمم بس آپؐ
بس آپؐ ہی کی راہ ہے راہِ نجات ایک
آشوبِ شب میں نغمگیِ صبح دم بس آپؐ

آج کے دور کا انسان مغرب و مشرق کی کشمکش کا شکار ہے۔ زوال وادبار اس کا

مقدر بن چکا ہے۔طاغوت سرگرم کار ہے۔

استحصالی طاقتیں مسلمانوں کو دبانے اور انہیں سرنگوں کرنے کے لیے ہر جائز ناجائز حربہ استعمال کر رہی ہیں۔ کشمیر ہو یا فلسطین، شام ہو یا لبنان ، برما ہو یا دیگر اسلامی ممالک وہاں کے مکینوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔عبدالستار نعیم اس صورت حال کو بحضور سرورِ کائنات پیش کرتے اور استمداد وفریاد اور التجا کے یہ زاویے ابھرتے اور ابھارتے ہیں:

اے سید امم تری امت کی خیر ہو
دنیا میں آج تلخیِ گرداب ہے بہت

سوادِ جاں میں اُداسی کا راج ہے گویا
زمین ڈھونڈتی ہے آج راہِ پیغمبرؐ
حضورؐ! پیاس سے انساں ہُوا ہے اب بے حال
حضورؐ! اہلِ زمیں پر ہو اک کرم کی نظر!
مرے وجود میں اترے وہی فسوں اِک بار
کیا تھا ظلمتِ باطل کو جس نے زیر و زبر
حضورِؐ نبیِ مکرمؐ کروں مَیں عرض نعیم
کہ حالِ امتِ مرحوم ہے بہت ابتر

تجھ سے ہی اُستوار ہے اُمت کی آبرو
رنگین تیرے دم سے ہے امّت کا ماجرا

آقا مرے دیار کو کیا ہو گیا مگر
کیوں ہالۂ ستم ہے ہر سُو پھیلتا ہوُا
کیوں آ بسے ہیں سائے سے میرے مکان میں
اُترا ہے میرے صحن میں کیوں جبرِ ناروا

مرزا غالبؔ نے فروغِ شمعِ سخن کے لیے پہلے دلِ گداختہ پیدا کرنے کی بات کی تھی۔ یوں تو یہ کلیہ سارے ادب کے لیے لازم ہے تاہم نعت گوئی کا عمل دلِ گداختہ پیدا کیے بغیر ممکن نہیں۔ اس شعبے میں نہ غزل کی سی شوخی کام آتی ہے نہ قصیدے کی سی بے مہاری۔ نعت لکھتے ہوئے پگھلا ہُوا دل اور نرم گفتاری ہی کا سکہ چلتا ہے۔ نعت کا کلیدی ماخذ قرآن حکیم ہے جس سے نرم روی اور شائستگی کے ساتھ گفتگو کا سبق ملتا ہے۔ نعت کا دوسرا بڑا ماخذ سیرتِ مصطفٰےؐ ہے، حضور علیہ السلام کی ساری حیاتِ ظاہری سے یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ آپ نے ہمیشہ نرم اور ملائم لہجے میں بات کی اور صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیتؑ کے لیے آپ کی یہ سنت ایک روشن مثال کا درجہ رکھتی تھی۔

عبدالستار نعیم کو جب سے مَیں جانتا ہوں، اُن کا صاف اور شستہ اندازِ گفتار مخاطب پر سحر طاری کر دیتا ہے۔ انھوں نے یہ جوت قرآنی حکم وقولوللناس حسنا اور سیرتِ نبوی کے بغور مطالعے کے نتیجے میں جگائی ہے۔ اس اعتبار سے اپنے حلقہ احباب میں اُن کی حیثیت ایک قابلِ تقلید مثال کی ہے۔ موصوف کی نعتوں میں نرم اور شستہ الفاظ کا انتخاب اُن کے شخصی اوصاف ہی کا عکس ہے۔ وہ ایک باعمل مسلمان ہیں۔ پابندِ صوم وصلوۃ ہیں۔ شعائرِ اسلام کا بہ دل و جاں احترام کرتے اور رنگ، نسل اور مسلک ونظریہ سے قطع نظر وہ پوری دنیا کے کلمہ گوؤں کو ایک ملّت سمجھتے ہیں۔ ان کی خوشی سے وہ خوش ہوتے ہیں اور طاغوت کے جبر وستم پر وہ ملول اور غمزدہ ہوتے ہیں۔

عبدالستار نعیم کی نعتیں قرآن پاک، اسوہ حسنہ اور احادیث کے منظوم بیان کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہ اُس ہستی کی مدح وستائش ہے جنھیں علامہ اقبال (جو نعیم صاحب کے محبوب شاعر ہیں) نے نسخۂ کونین کا دیباچہ قرار دیا تھا۔ عبدالستار نعیم کا اندازِ شعر گوئی بہت سلیس ہے۔ یہ اُن کا شعوری عمل محسوس ہوتا ہے۔ وہ یقیناً اس بات کے خواہاں ہیں کہ اس تیرہ وتاریک عہد میں حُبِ رسول کے چراغ کی لَو کو تیز تر کیا جائے۔ جب بنیادی مقصد پیغام کو عام کرنا ہو تو سادہ اور عام فہم اسلوب اپنایا جاتا ہے۔ اللہ پاک عبدالستار نعیم کی مدح نگاری کے اس عملِ خیر کو قبول ومنظور فرمائے۔ آمین ثم آمین

پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد قادری

صدر شعبۂ اُردو

رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس

’حرفِ نعیم‘ حضورِ رسالت مآبؐ میں

ثنائے سید الابرارؐ عطائے ایزدی اور توفیقِ الٰہی ہے۔ مالکِ لوح و قلم جس کے فکر و اظہار کو وقار عطا کرنا چاہتا ہے اُسے اپنے حبیب اعظمؐ کی مدح و ثنا پر مامور کر دیتا ہے اور ایک نعت گو کا منصب عطا کر دیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرتِ کعبؓ و حسانؓ سے حضرت رومیؒ و سعدیؒ و جامیؒ سے ہوتی ہوئی نعت کی یہ مبارک شعری روایت جب اُردو تک پہنچی تو انتہائی فطری انداز میں ابتدا ہی سے اس سے وابستہ ہوگئی اور اس نے حضرتِ احمد رضا خان رضا، حضرت محسن کاکوروی، حضرت امیر مینائی، حضرتِ اقبال اور جناب حفیظ جالندھری سمیت ہر اہم شاعر کی تقدیسی شاعری کو نعت رنگ بنا دیا۔

پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ چودھویں صدی ھجری کے اختتامی عشروں میں پاکستان کی فکری اور ادبی فضا کو نعت یاب کرنے کا جو سنہری تخلیقی دور آغاز ہوا تھا اُس کی کرنیں کبھی ماند نہیں پڑیں۔ یہ ایک ایسے نورانی عہد کا آغاز تھا جس میں اُس وقت کے سینئر شعرا حافظ مظہرالدین صاحب، نعیم صدیقی صاحب، عبدالعزیز خالد صاحب، احمد ندیم قاسمی صاحب، علیم ناصری صاحب، یزدانی جالندھری صاحب، خالد بزمی صاحب، جعفر بلوچ صاحب اور راز کاشمیری صاحب ہی نہیں خالد احمد صاحب، خالد علیم صاحب اور سید صبیح رحمانی صاحب بھی اس مبارک صنف سے محبت کے وسیلہ سے اپنے فن کو جلا بخشتے دکھائی دیتے ہیں۔ اُفقِ نعتِ محمدؐ سے پھوٹتی ہفت رنگ کرنوں نے گویا ہر صاحبِ دل شاعر کے فن کو نعت شعار بنا دیا۔ اپنی صنعت سازی کے لیے مشہور شہر فیصل آباد کا حوالہ اس ضمن میں بہت ہی معتبر اور قابلِ رشک ٹھہرا کہ یہاں حافظ لدھیانوی صاحب اور ڈاکٹر ریاض مجید صاحب جیسے استاد شعرا نے نعتِ نبیؐ کا پرچم ایسا بلند کیا کہ یہ شہر ’’شہرِ نعت‘‘

کے نام سے دلوں میں گھر کر گیا اور قافلہ نعت کا حُدی خواں قرار پایا۔

اس مبارک اور زریں قافلہ میں محترم عبدالستار نعیم صاحب کا نامِ نامی ایک طمانیت بخش اضافہ ہے جن کا اوّلین نعتیہ مجموعہ ''حضورِ رسالت مآبؐ میں'' اپنے فکر و احساس کی خوشبو سے ہمارے مشامِ جاں کو معطر کر رہا ہے۔ اس مجموعہ میں شامل پینسٹھ شعری تخلیقات میں جہاں وہ توصیفِ محمدؐ اور سیرتِ نبیؐ کا بیان کرتے ہیں وہیں مولانا حالی کی طرح عصرِ حاضر میں امتِ مسلمہ کو درپیش مسائل اور دشمنانِ دیں کے عزائم کی نشان دہی بھی کرتے ہیں اور اللہ کریم سے استمداد و استعانت طلب کرتے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ نعیم صاحب کی نعتوں میں ہمیں حمد و ثنا کا رنگ بھی ملتا ہے اور فکر و دعا کا آہنگ بھی۔ ان میں شہرِ نبیؐ کی حسرت و زیارت کا تذکرہ بھی دمکتا دکھائی دیتا ہے اور دنیا کے دگرگوں حالات کا المیہ بھی۔ تاہم خوش آئند امر یہ ہے کہ دنیا پر طاری بے عملی اور بدعقیدگی کی تاریکی ان کی نعت آشنا شخصیت کو یاسیت کی راہ کے بجائے امید اور رجائیت کی شاہ راہ پر گامزن رکھتی ہے کیوں کہ وہ تو اس ظلمت بھری فضا میں آقائے نامدارؐ کی یاد کو صورتِ مہتاب اپنے چار سو روشن پاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

ہر سو جہاں میں ظلمتِ شب تاب ہے بہت
پر یاد تیری صورتِ مہتاب ہے بہت

دیکھیں تو ایک تخلیق کار کو اپنے حرف کو معراجِ اعتبار سے آشنا کرنے کو کیا کچھ درکار ہوتا ہے مگر سوچیں تو پہچان کے لیے ایک ہی حوالہ کافی ہے اور کیسا خوش بخت ہے حرفِ نعیم کہ اس نے اپنی پہچان کے لیے الفت و ثنائے محمد ﷺ کا دامن تھاما ہے۔ وہ یہ کہنے میں قطعی حق بجانب ہیں کہ:

ے کیا اور چاہیے مجھے پہچان کے لیے

سیّد حامد یزدانی

کینیڈا

حمد باری تعالیٰ

ہے سلطنت جہان میں پروردگار کی
دنیا و آخرت ہے اُسی تاجدار کی

ہر شخص، ہر زمان و مکاں، ہر شجر حجر
شاہد ہر ایک شے اُسی اصل الوقار کی

نافذ ہے اُس کا حکم سیاہ و سفید پر
سب کو ہے فکر اس کے ہاں اپنے شمار کی

حاضر جب اُس کے سامنے ہوں جنّ وانس سب
طاقت کسی کے پاس ہو نہ تُو تکار کی

واحد وہ، لا شریک وہ، سب کی امید وہ
عالَم دلیل اُس کے عظیم اقتدار کی

جب اُڑ رہے ہوں دل سبھی کے خوف کے سبب
اور پاس آ لگی ہو گھڑی انتظار کی

صرفِ نظر نعیمؔ کی فردِ عمل سے ہو
ہو مغفرت مرے خدا عصیاں شِعار کی

◆......◆◆◆......◆

حمد باری تعالیٰ

خدا ہے وہ ہستی جسے ہے بقا
نہیں کوئی دائم ہے اُس کے سوا

جو زندہ ہے، پائندہ تر ہے سَدا
جو نُور و صداقت، جو حسن و ادا

جو قوّت کا پیکر، جو حق کی رِدا
جو سب کے قریں ہے، جو سب سے جُدا

جو اوّل ، جو آخر، جلی و خَفی
رَواں جس کی قدرت سے ہے زندگی

کہیں غایتِ اولیٰ اُس کو سبھی
ہر اک درد کا ایک درماں وہی

اُسی سے جہاں میں ہے سب آگہی
اُسی سے دلوں کو ملے روشنی

سب اُس کے مقابل نِگوں سار ہیں
سب اُس کی رضا کے طلبگار ہیں

وہ دے تو کوئی روک سکتا نہیں
کوئی بھی اُسے ٹوک سکتا نہیں

اُسی کے کرم سے ہے عالَم رواں
اُسی سے عِبارت ہے نظمِ جہاں

اُسی نے یہ بخشش کا ساماں کیا
محمدؐ سا ہم کو پیمبر دیا

اُسی نے یہ قرآن ہم کو دیا
عطا ہم کو رمضان اُس نے کیا

چلو سب بڑھاتے ہیں دستِ دعا
کہ لوٹ آئے پھر سے وہ دورِ حیا

رہے زندگی اب نہ بارِگراں
چمن میں کبھی اب نہ آئے خزاں

وہ خالق، وہ مالک وہ ربّ کریم
اُسی دَر سے اُمّید سب کو نعیمؔ

◆......◆◆◆......◆

حمد باری تعالیٰ

شجر شجر، حجر حجر، گلی گلی، نگر نگر
ہر اک طرف ہے تو ہی تو، خبر خبر، نظر نظر

ترا کرم نفس نفس، ترا کمال دم بہ دم
ترا ہی ذکر جابجا، تری زمام سر بہ سر

ہوائے دل، خمارِ جاں، جمالِ علم و آگہی
یہ زندگی تجھی سے ہے، تجھی سے ہے یہ مستقر

ترے سوا ہے جو بھی، موت اُس کے بخت میں سَدا
مگر ہے لازوال تُو، تری ہی ذات ہے امر

مرے جہاں میں جب کبھی ہوس کا اترا کارواں
تری نگاہِ ناز نے کیا ہے اس کو بے اثر

یہ حرف وصوت و رنگ وساز موجِ دلربا تری
مٹے ترے خیال سے مری صعوبتِ سفر

مگر یہ آج کیا ہوا کہ جی اداس ہے مرا
نجانے دل پہ کیوں لگا ہے آج غم کا نیشتر

ظفر کی اک نوید ہو مِٹے یہ سوزِ غم مرا
مجھے یہ آہِ نیم شب ہو نُور کی پیام بر

◆......◆◆◆......◆

حمدیہ غزل

ہر جگہ لطفِ غم نہیں ہوتا
سب جہاں تو حرم نہیں ہوتا

جس پہ اُترے نہ رحمتِ یزداں
اُس کو موقع بہم نہیں ہوتا

بوجھ ہیں بس زمین کا وہ لوگ
جن کے سینے میں دم نہیں ہوتا

داغ عصیاں کا دُور ہو کیسے
گوشۂ چشم نَم نہیں ہوتا

آس بخشش کی وہم ہے یارو
اُس کا جب تک کرم نہیں ہوتا

کوئی اُس کو بٹھائے کیوں دل میں
سر کبھی جس کا خَم نہیں ہوتا

سوزِ الفت نہ ہو اگر جی میں
قصہء شب رقم نہیں ہوتا

◆......◆◆◆......◆

ﷺ

یہ زمزمے حرم کے فرشتوں کا یہ نزُول
گزری ہے جو بھی اب تلک تھی محض ایک بھُول

مجھ پہ جُنوں نے راز یہ کھولا کہ کہکشاں
کہتے ہیں جس کو آپؐ کے قدموں کی ہے وہ دُھول

اِس حُسنِ انتخاب کی ہو خیر چشمِ جوش!
تُو نے حریمِ ناز میں بھیجے ہیں کیسے پھُول

اک چشمِ التفات نے بہلا دیا مجھے
جب بھی ہجومِ یاس سے یہ دل ہُوا ملُول

مَت قلبِ ناصبور کو جانے کوئی حقیر
اِس کو پسند کرتے ہیں اللہ کے رسولؐ

تر دامنی و اشکِ ندامت مِری بساط
تیرا کرم جو تحفۂ ناچیز ہو قبُول

اُمّت کو پھر عطا ہو خدا کی جناب سے
ذکرِ حبیبؐ __ تیغِ علیؓ __ عِفّتِ بتولؓ

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مدینے کا سفر ہے اور مَیں ہوں
متاعِ دیدہ ور ہے اور مَیں ہوں

زمیں سے آسماں تک نُور ہی نُور
فضائے خوش نظر ہے اور مَیں ہوں

گریزاں ظلمتِ شب، گردِ رہ سے
عجب اِک رہگزر ہے اور مَیں ہوں

کنارے پر لگا میرا سفینہ
مدینہ مستقر ہے اور مَیں ہوں

مری جولاں گہِ افکار مت پوچھ
فروغِ بال و پر ہے اور مَیں ہوں

مرے پیشِ نظر حُسنِ معانی
دلِ آشفتہ سر ہے اور مَیں ہوں

سرِ مژگاں سجے کتنے ستارے
مرا دامانِ تر ہے اور مَیں ہوں

نعیمؔ اِس سے سِوا ہے دہر میں کیا
درِ خیرالبشرؐ ہے اور مَیں ہوں!

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مجھ کو پھر بادِ بہاری کا سلام آ جائے
شہرِ طیبہ سے محبت کا پیام آ جائے

عمر گزری ہے کہ ویران ہے دل کی دنیا
اب تو اِس گھر میں کوئی موجِ خرام آ جائے

روشنی مہرِ نبوت سے عطا ہو مجھ کو
گلشنِ ہستی میں تابندہ نظام آ جائے

ہو ترے نام سے پھر دُور خزاں کا موسم
تجھ سے پھر فصلِ بہاراں کو دوام آ جائے

پھر ترا لطف و کرم میرے جہاں میں اترے
پھر لبِ دہر پہ وہ شیریں کلام آ جائے

آپ سے آپ بدل جاتا ہے ماحول کا رنگ
جب زباں پر وہ مہکتا ہوُا نام آ جائے

حشر کے دن ہو نعیمؔ اُن کے حُدی خوانوں میں
اور غُلامانِ پیمبرؐ میں کہیں نام آ جائے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اِک حُسن تیرے شہر کے ہر بام و دَر میں ہے
ہے اِک جُدا سی بات جو تیرے نگر میں ہے

تیرے ہی دم سے میں ہؤا دنیا میں مُعتبر
تیرے ہی دم سے کیف یہ شام و سحر میں ہے

کیونکر حریمِ ناز میں مَیں چشم وَا کروں
موجِ تجلی اک یہاں پیہم سَفر میں ہے

اِک گریۂ شکست مری سرکشی میں تھا
اِک عجز ہے جو آج مری چشمِ تر میں ہے

دیکھا ہے اِس جہاں نے مجھے برسرِ فلک
کیا بزمِ کہکشاں تھی کہ اب تک نظر میں ہے

برہم سا کچھ دنوں سے لگے نظمِ کائنات
کیا بات اجنبی یہاں شمس و قمر میں ہے

اُمّت کے حالِ زار پہ جلتا ہوں مَیں نعیمؔ
کس کو دکھاؤں آگ جو میرے جگر میں ہے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کبھی ہو یوں کہ مَیں اس دل کا حال کھول سکوں
کبھی ہو یوں کہ کسی آرزُو کو عنوان دوں

اے کاش لفظوں کو اپنے بنا کے اشک کبھی
مَیں بارگاہِ نبوتؐ میں جا کے پیش کروں

حضورؐ موجِ حوادث ہے آج زوروں پر
کوئی ٹھکانہ جہاں بھاگ کر چلا جاؤں

حضورؐ آپ کے دامن کو جی ترستا ہے
کرم کی ایک نظر ہو کہ مَیں سکوں پاؤں

جہاں میں چار سُو یہ ایک خارزار سا ہے
ترے دیار میں لیکن مَیں گلستاں دیکھوں

کبھی تو مجھ کو میسّر ہو کہکشاں کا سفر
کبھی میں آپؐ کے دامن سے اِک ضیا لاؤں

یہ دِل مرا کہ پریشاں ہے ایک مدّت سے
مَیں ایک موجۂ آسودگی اِسے لا دوں

ہوائے پاک کو مَیں دل میں جذب کرلوں نعیمؔ
زمیں پہ آسماں کو کاش مَیں اُتار سکوں

◆......◆◆◆......◆

ﷺ

درِ محبوبؐ آیا چاہتا ہے
سحابِ نورؐ چھایا چاہتا ہے

نظر میں شہرِ فیضانِ نبیؐ کا
ہر اِک منظر سمایا چاہتا ہے

جو تحریرِ ہوس دل میں تھی پنہاں
دل اب اُس کو مٹایا چاہتا ہے

نئی دنیا میں داخل ہو رہا ہوں
پرانا دَور جایا چاہتا ہے

خجل ہُوں آج یوں بارِ گُنہ سے
کہ تن سارا نہایا چاہتا ہے

مری آنکھوں کو اشکوں کا سبق پھر
کوئی ازبر کرایا چاہتا ہے

نعیمؔ اپنے لیے دونوں جہاں میں
شہِ بطحاؐ کا سایا چاہتا ہے

◆......◆◆◆......◆

ﷺ

اسمِ نبیؐ کو دہر میں گر سائباں کریں
غم سے اَٹی حیات کو ہم شادماں کریں

روشن کریں ہم اندروں ذکرِ حبیبؐ سے
دل کی زمیں کو رُوکشِ ہفت آسماں کریں

آراستہ نظر میں ہے پھولوں کا اِک چمن
رنگوں کی آب وتاب سے تزئینِ جاں کریں

اغیار سے طلب نہ کریں روشنی کبھی
خاکِ درِ حضورؐ کو ہم کہکشاں کریں

جو دردِ لازوال ہے امت کو مشترک
اُس دردِ لازوال کو اب ارمغاں کریں

رکھیں نظر کے سامنے عہدِ رسول ہم
اِس زندگی کے دشت کو اک گلستاں کریں

ریگِ کفِ حجاز پہ اُتریں نعیم پھر
بطحا کے خط و خال کو پھر آشیاں کریں

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زمین اور ہے آسماں اور ہے
نگاہوں کو یہ آستاں اور ہے

ہم اُترے ہیں آج اک چمن زار میں
یہ طیبہ ہے یاں کا سماں اور ہے

مدینے کو بستی سمجھتے ہیں لوگ
مگر اپنا یکسر گماں اور ہے

سُنا ہے محبّانِ سرکارؐ کو
کتابِ زمان و مکاں اور ہے

مرا گھر نہ دے مجھ کو سورج سے اوٹ
کہ میرے لئے سائباں اور ہے

کھُلا مجھ پہ ذکرِ نبیؐ سے یہ راز
محبت میں لُطفِ بیاں اور ہے

بشر گُم ہے دنیا میں ناحق نعیمؔ
اصل میں تو سُودوزیاں اور ہے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بہار آئی ہے، دل میرا دلِ تابندہ تر ٹھہرا
حرم کا وہ مجھے اس دہر میں پیغام بر ٹھہرا

مدینہ جس کو کہتے ہیں، ہے وہ آرام جاں اپنا
مدینہ جس کو کہتے ہیں وہ اپنا مستقر ٹھہرا

مبارک ہو کہ مَیں بطحا میں ہوں دوشِ ہَوا پہ ہوں
کہ شبِ اوجِ نفَس ہے دن یہاں بامِ نظر ٹھہرا

حضوری کیا ہے عرصے تک مجھے اُس کی خبر نا تھی
یہ عُقدہ تب کھلا جب دل مرا اُن کا نگر ٹھہرا

نعیم اِک بار پھر شہرِ نبیؐ کو جی ترستا ہے
فراقِ خاکِ طیبہ اب مرا سوزِ جگر ٹھہرا

♦......♦♦♦......♦

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کوچۂ اِلطاف میں مَیں مثلِ پروانہ پھروں
اَور اُس شمعِ کرم کے نُور سے دامن بھروں

خاکِ پائے رحمۃ للّعالمیں سے مستنیر
سنگریزوں پہ چلوں اور اندروں روشن کروں

بُوئے اقوالِ نبیؐ سے جی مہکتا ہو مِرا
اُس کریمانہ صدا کو دل کے کانوں سے سُنوں

تھی زمیں اللہ کے بندوں کے جب زیرِ نگیں
اے خوشا اُس دورِ پُر انوار میں مَیں جا بسُوں

کاش مل جائے مجھے وہ آگہی زیرِ فلک
شیفتہ ہو جس پہ شوقِ مستی و جذب وجُنوں

حوصلہ اتنا عطا ہو جائے مَیں اُن کے حضور
بہرِ عرضِ مُدّعا ہونٹوں کو جُنبش دے سکوں

ہائے وہ نظارہ ہائے شوق کا عالم نعیمؔ
سامنے جس کے لُغت میری ہے اک حرفِ زبوں

◆......◆◆◆......◆

ﷺ

دِل ہو گا جو مسرُور جہاں کیسا لگے گا
طیبہ ہو نہ جب دُور، جہاں کیسا لگے گا

یہ تشنہ دعائیں کہ مرے گھر میں بسی ہیں
ہو جائیں جو منظور، جہاں کیسا لگے گا

جب عشقِ نبیؐ دل میں ہو اور اپنی زمیں پر
قرآن ہو دستور، جہاں کیسا لگے گا

رہتے ہیں در و بام مِرے جس سے فروزاں
ہر سُو ہو وہی نُور، جہاں کیسا لگے گا

وہ دِل کہ جو پتّھر سے کہیں سخت ہوئے ہیں
ہوں سوز سے بھرپُور، جہاں کیسا لگے گا

اللہ رے جس روز مدینے کی ہَوا سے
یہ دہر ہو معمور، جہاں کیسا لگے گا

عالم ہو نعیمؔ اُسوۂِ طیّب سے منّور
ہو ساری زمیں طُور جہاں کیسا لگے گا!

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جی چاہتا ہے دہر کو لفظ آشنا کروں
لفظوں کی آب و تاب کو موجِ صبا کروں

شاداب جی مرا ہو، سبک گام ہو قلم
دن رات میں ثنائے پیمبرؐ لکھا کروں

اسبابِ چشم مجھ کو میسّر ہوں بے حساب
اشکوں سے دل کا بوجھ میں ارزاں کیا کروں

بیتی ہے ایک عمر فراقِ رسولؐ میں
خاکِ حرم سے پاؤں کو اب آشنا کروں

اُس شہرِ ذی وقار میں اب جا بسوں کہیں
بابِ نصابِ عشق کی مَیں ابتدا کروں

سالارِ انبیاء کے مَیں کیونکر ہوں رُوبرو
قلبِ شکستہ جان پہ کیا آسرا کروں!

اپنی بساط ہے تو یہی حرف وصوت و رنگ
اِن کو نعیمؔ نعتِ رسولِ خداؐ کروں

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کمالِ حُسن جو کہیئے اَدا میرے نبیؐ کی ہے
جسے اعلانِ حق کہیئے صدا میرے نبیؐ کی ہے

یہ دنیا بھر میں شرم و غیرت و عصمت جو ملتی ہے
بخوبی جانتا ہوں یہ رِدا میرے نبیؐ کی ہے

مٹائی جس کی تابانی نے ظلمت میری دنیا سے
اُسے پہچانتا ہوں مَیں ضِیا میرے نبیؐ کی ہے

مرا ایمان ہے یہ، خیر و شر کی اِس لڑائی میں
جہاں بھی جیت ہوتی ہے عطا میرے نبیؐ کی ہے

بنامِ فن تو عُریانی ہے کارِ شیطنت یارو
مگر عالم میں جو دیکھیں حیا میرے نبیؐ کی ہے

نعیمؔ اس دہر میں ہر گاہ باطل کو ہے رُسوائی
خدا شاہد ہے یاں عزّت سدا میرے نبیؐ کی ہے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دنیا نے مجھے رکھّا بڑے جور و جفا میں
ہوں عازمِ بطحا کہ جیوں شہرِ بقا میں

جاتا ہوں بڑے ناز سے میں سُوئے مدینہ
ہوں گرمِ سفر اُنؐ کی محبت کی ہَوا میں

اَنوار مرے پیشِ نظر ٹھہرے ہیں کیا کیا
کیا کیا نہ ملا مجھ کو رہِ صدق و صفا میں

اُتری تھی نہ اترے گی کبھی فرشِ زمیں پر
جو چیز ملی میرے پیمبرؐ کو حِرا میں

جی ہے کہ ترستا ہے اُسی عہدِ حسیں کو
جو سب سے مقدّم ہے مقاماتِ وفا میں

تعریف سب اللہ کی ہے جس کے کرم سے
ناچیز بھی ہے آج مدینے کی فضا میں

نازاں ہے نعیمؔ آج بہت اپنے شرف پر
شاداں ہے کہ بستا ہے وہ آثارِ ضیا میں

◆......◆◆◆......◆

ﷺ

دہر کو پھر تلاش ہے منظرِ دل نواز کی
نغمۂ لازوال کی، الفتِ جاں گداز کی

راہروانِ شوق! کچھ مجھ سے حدیثِ دل کہو
بطحا کے خطّ و خال کی، عہدِ زمانہ ساز کی

کرمکِ ضوفشاں ہے کہ جس سے زمیں پہ روشنی
سنتا ہوں ہر نفس صدا اُس کے حریمِ ناز کی

دل کو خبر ہے کس لیے ملّت ہے آج سرنگوں
چاہوں تو کہہ دوں بزم میں رمز ہے یہ تو راز کی

سینۂ کائنات ہے جس کے شرف سے ارجمند
مجھ کو نعیم ہے طلب دینِ شہِ حجاز کی

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے کاش میں بھی اتروں دیارِ رسولؐ میں
دیکھوں فضائے نُور جوارِ رسولؐ میں

اِک عمر سے ہے دل میں تمنائے روشنی
جیتا ہوں انتظارِ بہارِ رسولؐ میں

انسانیت تلاشِ سکوں میں ہے دَر بدَر
کہیو اُسے ''یہ چیز ہے کارِ رسولؐ میں''

قرانِ پاک میں ہے یہ اک بات طے شدہ
عزت کہیں جسے، ہے شعارِ رسولؐ میں

کتنا حسین دن ہو جو مجھ کو خبر ملے
ہے میری خاک راہگزارِ رسولؐ میں

ویران ہو چکی ہیں محبت کی کھیتیاں
یہ پھول اب کھلیں گے بہارِ رسولؐ میں

جینا بہت گراں ہُوا اِس شہر میں نعیمؔ
خواہش ہے جا بسوں مَیں دیارِ رسولؐ میں

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ ہادیؐ سب کے، سب کے رہنما وہ
نبیؐ سب کے رسولِ خوش ادا وہ

سر آوردہ ہیں وہ دونوں جہاں میں
زمیں پر آسمانوں کی ندا وہ

ہم ایسے عاصیوں کا روزِ محشر
سرِ میزان ٹھہریں آسرا وہ

مرض ہے آج کے انساں کو جو بھی
تہہِ افلاک ہیں اُس کی دوا وہ

سرافگندہ نہ ہو تا کہ یہ امّت
سراپا اشک تھے پیشِ خدا وہ

نعیمؔ اس دہر کے ویراں کدے میں
سکون و امن کی موجِ صبا وہ

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب کا ہادی سب کا آقا صلی اللہ علیہ وسلم
جُود کا مظہر نُور کا دریا صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا بھر میں انسانوں کی آزادی کا پرچم تھامے
ٹھہرا جو ہر عہد میں بالا صلی اللہ علیہ وسلم

ارضِ خدا پہ دینِ خدا کے جھنڈے جس نے گاڈ دیئے تھے
کفر کو جس نے خوب پچھاڑا صلی اللہ علیہ وسلم

زیرِ فلک ہر ایک زماں میں جس کا پرچم رہنا ہے
جہل کا دشمن، علم کا شیدا صلی اللہ علیہ وسلم

لطف و کرم کی سب قندیلیں اُس کے مقابل گُل ہو جائیں
غیر کو بھی اپنانے والا صلی اللہ علیہ وسلم

گھور اندھیری رات میں کیوں ہم ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں
ہم کو سورج چاند ستارا صلی اللہ علیہ وسلم

آؤ نعیمؔ بتوں کو توڑیں گمراہی کی باتیں چھوڑیں
دیکھئے پھر اِنسان پُکارا صلی اللہ علیہ وسلم

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لازم ہے طاعت آپؐ کی، ایمان کے لئے
معیارِ حق ہیں آپؐ مسلمان کے لئے

کارِ نبیؐ زمان و مکاں سے ہے بے نیاز
لُطفِ نبیؐ ہے عام ہر اِنسان کے لئے

قرآن ہی سے پُوچھئے سیرت حضورؐ کی
سوئے نبیؐ رجوع ہو، قرآن کے لئے

مخلوق پر خدا کا ہے احسان کس قدر
آئے رسولؐ درد کے درمان کے لئے

عالم میں سب سے بڑھ کے ہیں بس آپؐ معتبر
بس ہے قرینہ آپؐ کا انسان کے لئے

واللہ مجھ کو زعم ہے نسبت ہے آپؐ سے
کیا اور مجھ کو چاہیئے پہچان کے لئے

رحمت ہے دو جہان کی میرا نبیؐ نعیمؔ
شکر خدا ہے رب کے اِس احسان کے لئے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوچوں میں جب حضورؐ کا، کھُلتے ہیں بال و پر
ہوتے ہیں زیرِ کوہ و دمن، دشت و بحر و بر

ہالہ سا ایک نور کا دیکھوں بہ شرق و غرب
تاریخ میرے سامنے کھُل جائے سر بہ سر

اَدوار مثلِ جُوئے چمن ہوں رواں دواں
عالم تمام آئے مجھے یک بیک نظر

لاریب، آپ ہی تو ہیں بس سیّدؐ امم
دریوزہ گر ہے آپؐ کا ہر جنِ ہر بشر

کھُلتا ہے روز مجھ پہ یہ عکسِ جہاں نما
گویا کہ اِس کو دیکھتا ہوں مَیں بہ چشمِ سر

بڑھتا ہوں آگے جتنا بھی ہوتا ہوں مُستنیر
وَا عظمتِ رسولؐ کے ہوتے ہیں اَور دَر

حق ہے کہا جو حضرت عبدالعزیزؒ نے
''بعد از خدا بزرگ تُوئی قصّہ مختصر'' *

◆......◆◆◆......◆

* شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کریم و مستنیر و فخرِ انساں
دلوں کی سر زمیں کو باد و باراں

جنابِ رحمۃ للعالمیںؐ ہیں
مرے ظلمت کدے کو نُورِ فاراں

قدم رنجہ نہ جب تک آپؐ کا ہو
کسی پہ وَا نہ ہو جنّت کا داماں

محبت آپؐ کی اترے جو دل میں
چلے افلاک سے تائیدِ یزداں

خوشا گرمِ سفر ہُوں سوئے بطحا
ملا گویا مجھے جینے کا ساماں

سبھی کو ہے نشانِ راہِ منزل
نبیؐ پاک کا شہرِ نگاراں

نعیمؔ اللہ رے یہ مرحلۂ شوق
سرود و جذب و اُمّیدِ فراواں

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پھر آج مرا عزم ہے اُس پاک نگر کا
ارمان ہُوا جی میں پھر اس راہگزر کا

پُر سوز بھی، پُر ساز بھی، پُر کار و حسیں بھی
کیا خوب ہے آہنگ مدینے کے سفر کا

دلکش ہیں کہیں بڑھ کے مرے ارض و سما آج
کچھ اور حَسیں رنگ ہے اب شمس و قمر کا

بڑھتے ہیں قدم سوئے حرم لُطفِ یقیں سے
مہتاب فروزاں ہے مرے حُسن نظر کا

کچھ دیر کو ہر شخص رہے ارضِ چمن میں
نظارہ ہو انسان کو معراجِ بشر کا

بطحا کی اطاعت ہی میں دنیا کا اماں ہے
اے کاش یقیں سب کو ہو قرآں کی خبر کا

باقی ہو مری عمر بسر شہرِ کرم میں
درماں ہے نعیمؔ ایک یہی دردِ جگر کا

◆......◆◆◆......◆

ﷺ

بر پا ہے مرے دِل میں مُناجات کا عالم
اشکوں سے مِرے ٹپکے ہے برسات کا عالم

کتنی ہی قطاریں ہیں تمناؤں کی جی میں
دیکھو تو لگے ہے کسی بارات کا عالم

آباد ہے رنگوں کا جہاں میری نظر میں
پلتا ہے مرے جی میں طلسمات کا عالم

دیکھا ہے کبھی عالمِ تابانیِ دوراں
اِک چیزے دگر ہے یہ کرامات کا عالم

رَس گھولتا ہو جیسے فرشتوں کا ترنّم
اُترا ہے مری رُوح میں نغمات کا عالم

ہوں کاش بیاں مجھ سے تصوّر کے مناظر
آ جائے مرے لب پہ خیالات کا عالم

ملتا ہے محبت سے مقام آپؐ کے دَر پہ
اللہ رے اس دَر پہ یہ درجات کا عالم

کیا خُوب ہے اِس شہر میں رنگینیِ دوراں
کیا خُوب نعیمؔ اِس میں کمالات کا عالم

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زمیں کو دیکھتا ہوں مَیں سپہرِ کائنات سے
مقام یہ بلند ہے خرد کی ذات پات سے

مدینۃ النبیؐ ہے یہ، دیارِ عشق و آگہی
اے زائرِ حرم! یہاں بہت ہی احتیاط سے

کھِلی کھِلی ہے یاں فضا حضورؐ کے وجود سے
دُھلا دُھلا ہے آسماں نبیؐ کی پاک ذات سے

یہ کہہ دو ظلمتوں سے اب وہ دل سے دُور جا بسیں
کہ گھر خدا کا پاک ہو شرارِ سومنات سے

خموش مَیں کھڑا ہوں یاں، زُبان گُنگ ہے مری
وہ سرگراں نہ ہوں کہیں مری کسی بھی بات سے

ہوں خاکِ پا حضورؐ کی، غمِ مآل کیا مجھے
کہ دُور ہوں بہت میں آج اِن تفکّرات سے

وہ دولتِ جہاں ملی کہ دن مرے سنور گئے
نعیمؔ شہرِ خوش عناں کی صرف ایک رات سے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یقین و صدق و صفا کی باتیں
جنابِ خیرالوریٰ کی باتیں

سُنیں ہم اقوالِ عالی اُن کے
کریں وفا و حیا کی باتیں

بڑھی ہے رنجیدگی جہاں میں
چلو کریں مصطفےٰ کی باتیں

دلوں میں اترے بہار کے لمحے
درِ حبیبِؐ خدا کی باتیں

ہو آنسوؤں میں بیاں تمنّا
لہو سے کیجیے وفا کی باتیں

جُنوں کا ہو ذکر اہلِ حُب میں
زمین پر دوسرا کی باتیں

نعیمؔ وقتِ تہجد اٹھ کر
سناؤ ربُّ العلیٰ کی باتیں

◆......◆◆◆......◆

ﷺ

ہم ترستے ہیں ترے شہر کی رعنائی کو
خاکِ طیبہ پہ بہ صد ناز جبیں سائی کو

دلِ بے تاب مچلتا ہے حضوری کے لئے
خواہشیں ڈھونڈتی ہیں کیفِ پذیرائی کو

ہو سکے کس سے رقم نُورِ نبوّت کا سماں
کون مضمون کرے موجۂ زیبائی کو

لوگ دنیا کی چکا چوند کے پیچھے بھاگیں
اہلِ دل مانگتے ہیں گوشۂ تنہائی کو

عمر ساری تو کٹی ذات کے زنداں میں مگر
آج ہم توڑیں گے زنجیرِ خود آرائی کو

کیوں نہ اب کوچ کریں شہرِ حرم کی جانب
کیوں نہ اب لَوٹ چلیں مسکنِ آبائی کو

پھر نعیم اب کے برس کوچۂ محبوب چلیں
پھر سے ہوں گرمِ سفر بادیہ پیمائی کو

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جی کے بہلانے کو اک موجِ نظر کافی ہے
زندگی کرنے کو طیبہ کا نگر کافی ہے

گرمیٔ عشق سے تا دامنِ دل ہو معمور
اِس دریچے سے محمدؐ کا گزر کافی ہے

کچھ نہیں پاس مرے گریۂ پیہم کے سوا
ہم یہ سنتے ہیں، یہی عرضِ ہنر کافی ہے

کیوں ہوا جائے ہے دل چوبِ شکستہ کی طرح
دل کی شادابی کو اک اشکِ سحر کافی ہے

کاش مل جائے کہیں نقشِ کفِ پا تیراؐ
عمرِ بے تاب کو بس کہ یہ ثمر کافی ہے

کامرانی کے لیے اذنِ پیمبرؐ کی طرف
اہلِ ایمان کو ہجرت کا سفر کافی ہے

مجھ کو افلاک سے گاہے یہ ندا آتی ہے
پیش کرنے کو رہِ ناز میں سر کافی ہے

آنکھ بینا ہو تو انساں کی ہدائت کے لئے
موجِ ایّام سرِ شمس و قمر کافی ہے

کون کہتا ہے کہ مشکل ہے وفا کی منزل
اس کے سر کرنے کو بس خُونِ جگر کافی ہے

آ سناؤں میں تجھے راز کی اک بات نعیمؔ
زندہ رہنے کے لئے دیدۂ تر کافی ہے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اِنسانیت سے شُکر ہو کیونکر ترا ادا
واقف ترِے مقام سے ہے بس مِرا خُدا

بہرِ نجاتِ اُمّتِ مرحوم، عمر بھر
کیا کیا خُدائے پاک سے تو نے نہ کی دعا

دنیا میں اب کہاں تری وارفتگیِ شوق
تسلیمِ جاں کا باب ہے گو آج بھی کھُلا

تجھ سے ہی اُستوار ہے اُمت کی آبرو
رنگین تیرے دم سے ہے امّت کا ماجرا

آقا مرے دیار کو کیا ہو گیا مگر
کیوں ہالۂ ستم ہے ہر سُو پھیلتا ہوُا

کیوں آ بسے ہیں سائے سے میرے مکان میں
اُترا ہے میرے صحن میں کیوں جبرِ ناروا

اٹھتے ہیں ہاتھ سامنے ربِّ غفور کے
چاہوں کہ دُور ہو کہیں ظُلمت کا سِلسلہ

پیہم دعائے شب میں ہے اب ڈھونڈتا نعیمؔ
وہ سوزِ دل نواز جو زیبا تجھی کو تھا

◆......◆◆◆......◆

ﷺ

بطحا جسے کہتے ہیں وہ اک چیزے دگر ہے
اِس خاک پہ اک شہر ہے جو رشکِ قمر ہے

انسان کی عظمت کو یہی بات بہت ہے
جو سیّد ابرار ہے، وہ ایک بشر ہے

اُس در پہ نہ کیوں اشک لُٹاتا ہوا جاؤں
عاصی کے یہاں ایک یہی عرض ہنر ہے

جُز اشکِ ندامت نہیں سامان میں کچھ بھی
کہتے ہیں مگر خُوب مرا زادِ سفر ہے

نا چیز کو بھی تُو نے غلامی سے نوازا
یہ حُسن کرم تیرا، تری وسعتِ دَر ہے

ملتا ہے کہاں سوزِ جگر دہر میں یارو
طیبہ کے سوا اور کہاں ایسا نگر ہے

اک چیز ہے دنیا میں کہ کہتے ہیں جسے دل
وہ جوہر اِنساں، مرے آقا کا وہ گھر ہے

تہذیب ہے جو کچھ بھی نعیمؔ اپنے جہاں میں
سب نبیِؐ مکرّم کی ریاضت کا ثمر ہے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے کہ تُجھ سے بڑھ کے کوئی مُحسن انساں نہیں
اے کہ میرے درد کا تیرے سوا درماں نہیں

بھُول کر تُجھ کو ہؤا خوار و زبُوں مُسلم ترا
تیغ ہاتھوں میں نہیں سینے میں اب قرآں نہیں

اب سکوتِ نیم شب میں کون کھینچے آہِ سرد
چیر ڈالے دل کو جو، وہ سوز کا ساماں نہیں

لرزہ براندام جس سے روما و فارس ہوئے
آج میرے بحر کی موجوں میں وہ طُوفاں نہیں

کِس کے دم سے عام ہو پھر سے محبت کا چلن
کوئی بوبکرؓ و عمرؓ سا صاحبِ ایماں نہیں

جانے کیوں میرا سفینہ اب نہیں موج آشنا
بُوئے درویشی میں کیوں اب سطوتِ سُلطاں نہیں

آرزو ہے اب کہ ساقیؐ فیض تیرا عام ہو
اِس بھنور سے بچ نکلنا ورنہ کچھ آساں نہیں

اک نئی دنیا ہو پیدا جس کو اپنا کہہ سکوں
آج کی دُنیا میں تو کوئی مری پہچاں نہیں

کاروانِ مدحتِ سرکارؐ میں شامل ہے وہ
ہم نشینو! اب نعیمؔ اک عام سا انساں نہیں

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صد شکر کہ خُدا نے مسلماں بنا دیا
ہم کو رسولِ آخریںؐ سا رہنما دیا

خارِ رہِ حیات سے ماموں کیا ہمیں
عُقبیٰ کے پیچ و تاب میں اک آسرا دیا

جو بات کام کی تھی سِکھا دی حضورؐ نے
جو قولِ حق تھا وہ اَزبر کرا دیا

بے خانماں، بے آسرا، بے ننگ و نام تھے
ہم کو عزیز و صاحب و سُلطاں بنا دیا

تعلیم و تربیت سے کیا ہم کو اَرجمند
برتر ہمیں زمین پہ کر کے دکھا دیا

قرآن جیسی نعمتِ عظمیٰ جہاں کو دی
باطل سے بچ نکلنے کا نسخہ بتا دیا

ہر در پہ کیوں نعیمؔ اب سر کو جھکائیں ہم
توحید کا سبق جو نبیؐ نے پڑھا دیا

◆......◆◆◆......◆

ﷺ

معبود فقط ایک ہے جو ربِّ جہاں ہے
اور اُس کی خدائی میں سبھی کون و مکاں ہے

مخلوقِ خدا فرشِ زمیں پر ہے اَن گنت
پر اشرفِ مخلوق یہی حضرتِ انساں ہے

میزان ہے انساں کے لیے ذاتِ محمدؐ
سالارِ سفر وہ ہے، وہی میرِ جہاں ہے

آوازۂ حق دہر میں سب اُس سے عبادت
وہ گرمیِ افکار ہے، سرمایۂ جاں ہے

قائد ہے وہی، امن ہو یا جنگ کا ماحول
وہ علم ہے، وہ تیغ ہے، وہ نُورِ رواں ہے

اللہ کے نزدیک وہ ہے سب سے مکرّم
وہ سب سے مقدّم ہے یہاں ہے کہ وہاں ہے

ایماں کی علامت ہے فقط اُس کی اطاعت
جو کچھ بھی کریں اِس کے سِوا کارِ زیاں ہے

اے کاش ملے مجھ کو نعیمؔ اُن کی قرابت
وہ چیز عطا مجھ کو ہو جو رشکِ جناں ہے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مصائب اِس قدر ہیں ہر سکوں غرقاب ہو جائے
مگر اُنؐ کے تصوّر سے یہ دل برقاب ہو جائے

کب اترے آنکھ میں اپنی مدینے کی وہ شادابی
کب ایسا ہو کہ جی اُس دید سے سیراب ہو جائے

یہ آنسو خشک ہو جائیں نہ طُولِ وقت کے ہاتھوں
یہ دولت دہر میں ایسے نہ اب نایاب ہو جائے

مجھے اک عمر سے ہے آرزو شہرِ مدینہ کی
جو مَیں اُس شہر میں اُتروں تو جاں شاداب ہو جائے

چلو کچھ دیر کو بزمِ ثنا کاراں میں جا بیٹھیں
چلو کچھ دیر کو یُوں محفلِ احباب ہو جائے

مرے ماحول میں ہر چار سُو کانٹے سے چُبھتے ہیں
نبیؐ کا ذکر ہو، دل صورتِ کمخواب ہو جائے

نعیمؔ اِس دہر میں گو معرکے درپیش ہیں ہر سُو
خدا کا فضل ہو تو زندگی پایاب ہو جائے

◆......◆◆◆......◆

ﷺ

وسعتِ دہر میں تابندہ مدینے کی زمیں
ہے مری چشمِ تصور کو وہ اک موجِ حسیں

عرش سے اُتری جو انساں کی ہدایت کے لیے
فرش پہ میرا پیمبر ہے اُسی شَے کا امیں

آئی خوشبوئے درُودی تو سبھی جان گئے
کارواں آن لگا شہرِ مدینہ کے قریں

اے خوشا! پھوٹتے ہیں نُور کے چشمے ہر سُو
اے وہ قریہ کہ ہے صورتِ فردوسِ بریں

اے خوشا یاں کے در و بام گُل و برگ و ثمر
اے خوشا یاں کے مکیں صاحبِ عزّ و تمکیں

اِن ہی ذرّوں سے اُٹھے ذاکر و سُلطان و فقیہ
پارس و روم ہوئے آپؐ کے سب زیرِ نگیں

آج پھر چاہیئے وہ نغمۂ توحید نعیمؔ
عرق آلود کبھی جِس سے تھی باطل کی جبیں

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عالم میں سارا حُسن محمدؐ کے دم سے ہے
یہ حُسنِ اہتمام خدا کے کرم سے ہے

اللہ نے حرم کو نشانِ اماں کہا
اب بھی امان و امن زمینِ حرم سے ہے

سیکھی خدا کی ہم نے پرستش حضورؐ سے
رسمِ عبودیت جِسے کہئے وہ ہم سے ہے

اک دَور میں تھا قوت و شوکت مرا شِعار
پہچان آج گریہ و رنج و الم سے ہے

جُز علم ٹھہرے شے کوئی کیوں میرا امتیاز
رشتہ مرا پیمبرؐ لوح و قلم سے ہے

دنیا میں ارجمند ہیں نامِ رسولؐ سے
سر اپنا جو بلند ہے شاہِ اممؐ سے ہے

پرخوفِ معصیت سے ہے جی میں خلش نعیمؔ
اِس درد سے مفر ہے اگر چشمِ نم سے ہے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(۱)

خوشا کہ کتنا حسین ہے زمیں کا نظارہ
رِدائے وحشتِ دل اب ہوئی ہے صد پارہ

زمیں پہ اتری فلک سے ہیں کہکشائیں آج
یہ خاکداں ہے کہ شمس و قمر کا گہوارہ

زباں کو بولنے کا اب بھلا ہے ہوش کہاں
خرد کو سوچنے کا اب نہیں رہا یارا

نظر میں پھیلے ہیں قوسِ قزح کے رنگ کئی
وفورِ شوق سے دل ہے مہک رہا سارا

چمکتے ریت کے ذرّے ہیں نُور بن بن کر
رواں ہے روشنیوں کا جمیل سا دھارا

ہجومِ شوقِ تمنّا ہُوا ہے بے قابو
گدازِ حُبِّ نبیؐ نے ہے جوش یوں مارا

نگاہ بھُوکی ہے پیاسی ہے، بےقرار سی ہے
مرے خیال میں ہے اک نگر بہت پیارا

(۲)

کوئی بتائے مدینے کا راستہ ہے کہاں
فرازِ عرش کے زینے کا راستہ ہے کہاں

گھِری متاعِ دل و جاں ہے غم کے طوفاں میں
مجھے بتاؤ سفینے کا راستہ ہے کہاں

حیات منتشر، الجھی ہے، تار تار سی ہے
مرے رفیقو! قرینے کا راستہ ہے کہاں

جدھر بھی دیکھئے اک مرگِ بے امان سی ہے
مَیں جانتا ہوں کہ جینے کا راستہ ہے کہاں

(۳)

قدم بڑھاؤ کہ طیبہ کہ ہم جوار میں ہیں*
نظر اٹھاؤ کہ اک زَرفشاں دیار میں ہیں

سفر نصیبو! وہ منزل ہے سامنے دیکھو
خوشا کہ نُورِ نبوت کے ہم مدار میں ہیں

مجھے زمان و مکاں اب مزید مت روکیں
کہ داغ ہائے درُوں کب سے انتظار میں ہیں

◆......◆◆◆......◆

* (دہران سے ریاض جاتے ہوئے)

ﷺ

میرِ حجاز و فارس و عَرَب و عَجَم بس آپؐ
شانِ کمالِ زینت و زیبِ حَرَم بس آپؐ

عقل و دِل و نگاہ کی سب روشنی ہیں آپؐ
تاریکیِ جہان میں لُطف و کرم بَس آپؐ

دشتِ بلا میں کرب کے کانٹے ہیں چارسُو
اور سر بسر ہیں نُزہَتِ باغِ اِرَم بس آپؐ

اک انقلابِ دائمی کی آپؐ سے نمُود
معراجِ فکر آپؐ، خجستہ قدم بس آپؐ

چھوٹے، بڑے، ضعیف، قوی سب ہیں ہم سفر
سب کی امیدِ جانفزا، سب کا بھرم بس آپؐ

اِنسانیت اَزَل سے ہے مَنَّتِ کش حضورؐ
میرِ جہان آپؐ ہیں، شاہِ اُمم بس آپؐ

بس آپؐ ہی کی راہ ہے راہِ نجات ایک
آشوبِ شب میں نغمگیِ صبح دم بس آپؐ

◆......◆◆◆......◆

ﷺ

اَوجِ ہستی کو یوں دوام کریں
آؤ اُلفت نبیؐ کی عام کریں

ٹھیک کیسے ہو سلطنت کا نظم
اُن کی سیرت کو بس نظام کریں

پھول، خوشبو، ہوا کو لوگوں میں
بانٹ کے کوئی نیک کام کریں

سب ترستے ہیں امنِ عالم کو
آپؐ کے اسوہ کو ہم عام کریں

جاہلوں سے اگر پڑے پالا
دُور ہی سے انہیں سلام کریں

شہر طیبہ سکون ہے دل کا
شہرِ طیبہ کو ہم مقام کریں

اپنا پرچم ہے امن کا ضامن
خنجرِ امن بے نیام کریں

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کبھی گرمِ سفر ہو سوئے بطحا یہ دلِ محزوں
کبھی آنکھوں میں اُترے اُس مقدس خاک کا افسوں

وہ جن ذرّوں نے دیکھا ہے عُروجِ آدمِ خاکی
جہاں باندھا گیا انسان کی عظمت کا ہر مضموں

چُنا اپنے لیے جس سر زمیں کو مہرِ عالمؐ نے
وہ خاکِ پاک ہے موجِ ہوائے گلشنِ زرگوں

مبارک ہو مرے قدموں کو راہِ عشق میں چلنا
خوشا وہ لمحۂ تر جب حریمِ ناز میں اُتروں

ابھی نہ واپسی کا قصد یارانِ سفر کیجے
ابھی جنت کی خوشبو سے مَیں اپنا اندروں بھر لُوں

نبیؐ کا ساتھ ہو تو آخرت اپنی سنور جائے
جو اُن کا دامنِ رحمت ملے تو زندگی کر لوں

میں اِن آنکھوں سے شہرِ سیّدِ انسانیت دیکھوں
نعیمؔ اپنی حدیثِ دل بہ صد مضمون کہہ ڈالوں

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہر سو جہاں میں ظلمتِ شب تاب ہے بہت
پر یاد تیری صورتِ مہتاب ہے بہت

دل کی زمیں پہ لاکھ ہو ویرانیوں کا راج
تیرا خیالِ جاں فزا شاداب ہے بہت

اشکِ غمِ فراق نے کیا کر دیا کمال
کل شب سے چشمِ خشک یہ سیراب ہے بہت

آتے ہیں پھر خیال میں روز و شبِ حجاز
گھر میں ترے کرم کی مئے ناب ہے بہت

اے سیدِ اممؐ تری امت کی خیر ہو
دنیا میں آج تلخیِ گرداب ہے بہت

یادِ درِ حبیبؐ سے روشن ہے اندروں
مجھ کو یہی متاعِ گہرِیاب ہے بہت

آسان ہو نعیمؔ کو طیبہ کا پھر سفر
سنتے ہیں اُس کو قلتِ اسباب ہے بہت

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

طیبہ میں اگر گھر ہو تو ہے بات ہی کچھ اور
فردوس کا منظر ہو تو ہے بات ہی کچھ اور

خوشبو کا وہ دریا کہ مدینے میں رواں ہے
دل اُس کا شناور ہو تو ہے بات ہی کچھ اور

دیکھوں میں فرشتوں کا چلن شہرِ خنک میں
اک نور کا ساگر ہو تو ہے بات ہی کچھ اور

جس خاک نے چوما تھا ترے نقشِ قدم کو
اُس خاک پہ یہ سر ہو تو ہے بات ہی کچھ اور

چمکا تھا جو خورشید کبھی قلبِ جہاں پر
جی اُس سے منور ہو تو ہے بات ہی کچھ اور

ہو پچھلا پہر رات کا اور دل کے نگر میں
وہ یادِ مُعنّبر ہو تو ہے بات ہی کچھ اور

کیا کیا نہ عنایاتِ خدا مجھ پہ ہوئی ہیں
پر قُربِ پیمبر ہو تو ہے بات ہی کچھ اور

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زمیں پہ طرزِ حیات کیا ہو، مجھے یہ اُس نے سکھا دیا ہے
مَرُوں تو کس بانکپن سے، اِس کا سبق بھی مجھ کو پڑھا دیا ہے

حیات وموت ونُشُور کیا ہے، ہوائے موجِ سرُور کیا ہے
مِرے نبیؐ نے یہ پڑھ کے قُرآں سے سب جہاں کو سُنا دیا ہے

یہ کس نے اتنے گُداز سے آج ذکرِ طیبہ کیا ہے یارو
نوائے گُل سے درِ قفس تک سبھی کو اِس نے رُلا دیا ہے!

مِرے زمانے کے ساحروں کا علاج میرے حضورؐ کچھ تو
جنھوں نے کب سے مرے شعور اور آگہی کو سُلا دیا ہے

بہت سے موسم گزر چکے ہیں، اثر ہے اِس کا ہنُوز تازہ
یہ کیسا آبِ بقا ہے، تُو نے جو اہلِ دل کو پلا دیا ہے

ستم کے بے انتہا طریقے، نہیں جہاں میں قرار اُن کو
مگر وہ سِکّہ عظیم تر ہے، حضورؐ نے جو جما دیا ہے

نعیمؔ شب ہے مہیب لیکن دمک رہا ہے نشانِ منزل
نِثار اُس کے زمیں پہ جس نے چراغِ روشن جلا دیا ہے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زمیں کو آسماں سے کیا ہے نسبت
نبیؐ کے آستاں سے کیا ہے نسبت

سنو اے خارزارِ دہر والو!
قفس کو گلستاں سے کیا ہے نسبت

مجھے معلوم ہے مَیں بے مکاں ہوں
تپش کی سائباں سے کیا ہے نسبت

ہیں وہ محروم جو روٹی سے اُن کو
رموزِ جسم و جاں سے کیا ہے نسبت

بدن جو طالب طیبہ ہیں اُن کو
بیابانِ جہاں سے کیا ہے نسبت

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ دل ترے دیار کو کچھ یوں مچلتا ہے
بادل سا اضطراب کا جیسے برستا ہے

ہو عرقِ انفعال سے دامن جب اپنا تر
تاروں بھرا یہ آسماں دل کا نکھرتا ہے

آقاؐ ترے نظام کو ہر پیر، ہر جواں
گزرے ہیں کتنے دَور کہ یکسر ترستا ہے

اندر جو ایک شعلۂ غیرت تھا ، بُجھ گیا
لیکن یہ خاک زاد ابھی تک سُلگتا ہے

تابندگیِ ماضیِ مسلم حَسیں لگے
بس اِک اُسی خیال سے یہ دل بہلتا ہے

سب سوتے آج خشک ہیں لیکن ترا کرم
ہے ایک زندہ چشمہ کہ ہر دم اُبلتا ہے

جب یورشِ الم سے یہ گھبرائے جی نعیمؔ
اُن کے خیالِ جاں فزا سے پھر سنبھلتا ہے

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کی مِدحت حریر و پرنیاں
آپؐ امّت کے لئے اِک سائباں

آپؐ ہیں انساں کی عظمت کی دلیل
آپؐ سے سب اہلِ ایماں خوش گُماں

سب جہانوں میں محمدؐ آپ ہیں
ساری خلقت آپؐ کی رَطبُ اللّساں

آپؐ کی خاطر ہی رکّھا ہے سنوار
ربِّ عالم نے یہ خیمۂ جہاں

کارواں پہنچے گا منزل پہ ضرور
آپؐ جب ٹھہرے ہیں میرِ کارواں

آپؐ کی اُلفت سے روشن ہے وجود
بُقعۂِ انوار ہیں یہ جسم و جاں

آپؐ سب نسلوں کے آقا ہیں حضورؐ
ہم غُلامانِ بدوں نام و نشاں

کب نعیمِؔ بے نوا کو ہو خبر
مل گئی اُس کو بھی بالآخر اَماں

◆......◆◆◆......◆

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الطاف و رنگ و نور سراپا حضورؐ سے
لُطف و جمال و سوزِ تمنّا حضورؐ سے

سیدھا یہ ایک رستہ ہے سب راستوں میں بس
یہ راستہ ملا ہمیں سارا حضورؐ سے

رنج و الم اگلتے ہوئے چشمے تو ہیں بہت
پَر اُلفتوں کا دہر میں دھارا حضورؐ سے

جود و کرم کا کوثر و تسنیم و سلسبیل
رحمت کا اک جہان ہے پایا حضورؐ سے

یاں برکتیں ہیں آپؐ کے نقشِ قدم کے ساتھ
مل جائے واں شفاعتِ کبریٰ حضورؐ سے

دنیا و آخرت میں وہی کامراں نعیمؔ
جس کو ملا کرم کا سہارا حضورؐ سے

◆......◆◆◆......◆

ایک مختصر نعت

حضورؐ رحمتِ عالم ، نبیِؐ ربِّ کریم
ہے شاہد اِس پہ خُدا کی کریم ذاتِ عظیم

مری زبان پہ آتا ہے جب وہ اسمِ سلیم
مرے وجود میں چلتی ہے ایک بادِ شمیم

ہے اتّباع سے یہ الفتِ خداوندی
ہے طالب اِس کا نعیم اے مرے خدائے رحیم

◆......◆◆◆......◆

نعتیہ غزل

کیوں کارِ جہاں بستۂ اوہام بہت ہے
کیوں سلسلۂ سود و زیاں عام بہت ہے

کیا جانئے عُقبیٰ کی اُسے فکر ہو کب تک
انسان کو دنیا میں ابھی کام بہت ہے

اک بات مگر جانتا ہوں میں کہ طلب کو
جو ہاتھ بھی اُٹھتا ہے خوش اندام بہت ہے

کیوں دیکھوں میں اَوروں کی طرف بہرِ ہدائت
اے لُطفِ مکرّم ترا پیغام بہت ہے!

کافی ہے جہاں میں کہ تری بات ہو اُولیٰ
اور پیشِ خدا مجھ کو ترا نام بہت ہے

'ہے میرا غُلام' اتنا جو تُو حشر میں کہہ دے
یہ ناز مجھے برسرِ ہنگام بہت ہے

مخلوقِ خُدا دہر میں مامُون ہو، خوش ہو
انسان کی کاوش کا یہ اَنجام بہت ہے

دیں اشک سے یہ اسمِ محمدؐ کو سلامی
آنکھوں کو یہ اللہ کا اِنعام بہت ہے

مجھ کو بھی تمنّا ہے نعیمؔ ارضِ حرم کی
لگتا ہے مگر نالۂ دل خام بہت ہے

◆......◆◆◆......◆

نعتیہ غزل

یہ زمیں آسماں کی بات کرے
تو مرے دل میں واردات کرے

گلشنِ جان کیوں ہُوا ویراں
اب عنادل سے کون بات کرے

ہے زمانے میں برپا حشر سا ایک
کوئی روزِ ستم کو رات کرے

کون ظالم کے ہاتھ کو روکے
آتشِ زیرِ پا کو مات کرے

تیرے خُلقِ کریم کو ڈھونڈوں
خُلق تیرا ستم کو مات کرے

پھر ترا دَور لوٹ کر آئے
ارضِ الفت کو شاملات کرے

میرے دامن کے سنگریزوں کو
پھر سے رشکِ جواہرات کرے

◆......◆◆◆......◆

مناجات

کیوں غم سے اپنے ساغرِ جاں کو بھرا کروں
دُنیائے ہست و بُود سے مَیں کیوں ڈرا کروں

کیوں دل نہ خُوں کروں مَیں ترے انتظار میں
کیوں نا ترے فِراق میں آہیں بھرا کروں

نسبت سے تیری نام ہو میرا بھی ارجمند
سر کو نشانِ راہ پر تیرے دھرا کروں

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی سوزِ غمِ حبیبؐ
جی چاہتا ہے داغ مَیں دل کا ہرا کروں

سر سے مَیں بارِ سر کو اُتاروں ترے لئے
اِس زندگی میں کام میں کچھ تو کھرا کروں

ابرِ کرم خدا کا ہو، تا مجھ پہ بے حساب
اُس نام کو وظیفۂ جاں میں ذرا کروں

اُس کے لئے ہی زندگی گزرے مری نعیمؔ
اُس کے لیے نعیمؔ میں پل پل مرا کروں

◆......◆◆◆......◆

رمضان کریم کی آمد

سُنتے ہیں رمضان کی آمد آمد ہے
روشنئ قُرآن کی آمد آمد ہے

دنیا کی اِن ظلمت گاہوں کے اندر
ایک نئے انسان کی آمد آمد ہے

عقل کی ساری گرہیں کھُلتی جاتی ہیں
خالق کی بُرہان کی آمد آمد ہے

سچّے، نیک، کھرے انسانوں کی خاطر
جنّت کے پیمان کی آمد آمد ہے

گھر میں جانے خُوشبو سی کیوں پھیل گئی
گھر میں کس مہمان کی آمد آمد ہے

دیکھ رہا ہوں ہر سُو ایک نیا منظر
نت تازہ سامان کی آمد آمد ہے

جھُوم اُٹھا ہے تن من سارا خوشیوں سے
دل میں اک ہیجان کی آمد آمد ہے

◆......◆◆◆......◆

رمضان کی شبِ آخریں

مرحبا! سب کو بزم ہائے رشید
زہے قسمت یہ ذکر ہائے سعید

آسماں سے ملائکہ اُترے
ہر طرف ہے یہی زمیں پہ شنید

جوش میں اب ہے رحمتِ یزداں
اہلِ ایماں کو مغفرت کی نوید!

میرے جیسے حقیر انسانو!
ہم کو اُس کے کرم کی ہے امید

وہ جو ربِ عظیم ہے سب کا
ہے ہر اک کے جو نزدحبلِ ورید

وہ جو چاہے ہمیں مٹا ڈالے
یہاں مخلوق کوئی لائے جدید

ساری دنیا فقیر ہے اُس کی
میرا اللہ ہے غنی و حمید

اُس کے طاعت گزار جو ٹھہرے
اُن کو نعمت عطا کرے وہ مزید

روزہ دارو تمھیں مبارک ہو
آسمانوں سے آ رہی ہے نشید

لُٹ نہ جائیں یہ قیمتی لمحے
کیج اُن سے کر سکو جو کشید

کیا عجب مجھ کو بخش دے وہ نعیمؔ
رحمتِ حق ہو مجھ سے کیونکر بعید

◆......◆◆◆......◆

محمدؐ

(قبطیوں کی ہرزہ سرائی کے جواب میں مدحتِ رسولؐ کے چنداشعار)

شمعِ افکار ضیا بار اِسی نام سے ہے
ضربتِ حیدرِ کرارؓ اِسی نام سے ہے

نغمۂ مدحتِ سرکارؐ اِسی نام سے ہے
عصمتِ حرفِ گہر بار اِسی نام سے ہے

ہے اِسی نام سے تابندہ نظامِ ہستی
دہر میں سارا چمن زار اِسی نام سے ہے

روشنی ہے تہہِ افلاک محمدؐ ہی سے
اور سب نُزہتِ کردار اِسی نام سے ہے

نفرتیں کفر کے ناسور سے پھوٹیں ہر دم
پَر محبت کو سروکار اِسی نام سے ہے

اُن سے انسان نے جینے کا سلیقہ پایا
اِذنِ آزادیٔ افکار اِسی نام سے ہے

یہ سبھی حسن و تدبر، یہ کرم کے انداز
امنِ عالم کا یہ بازار اِسی نام سے ہے

کچھ نہیں پاس مرے حُبِّ نبیؐ سے بڑھ کے
مرے لفظوں کی یہ مہکار اِسی نام سے ہے

بس کہ ہے اسمِ محمدؐ ہی اک اسمِ اعظم
ہم پہ سب لُطفِ کرم بار اِسی نام سے ہے

زندگی یوں ہی دلآویز نہیں ٹھہری نعیمؔ
رُخ پہ یہ غازۂ پُرکار اِسی نام سے ہے

◆......◆◆◆......◆

آرزوئے مسلسل

زمیں کو بس فلک کی رہنمائی
نبیؐ نے راہ یہ ہم کو دکھائی

نبیؐ کا اُسوۂ طیّب ہے مشعل
اُسی میں ہے فقط سب کی بھلائی

محمدؐ کو اُٹھایا سُوئے افلاک
ہوئی ہستی کی یوں جلوہ نمائی

ہے ہم سب کے لیے عظمت کا معیار
محمدؐ کے کفِ پا تک رسائی

نجات اپنی ہے جن باتوں میں مضمر
ہمیں بات اُسؐ نے وہ اک اِک بتائی

فلاحِ امّت مسلم کی خاطر
ببانگِ عام دی اُس نے دہائی

مگر ہم خوابِ غفلت میں ہیں مدہوش
نہیں قرآں سے ہم کو آشنائی

نبیؐ کے کام سے ہم دُور ٹھہرے
فقط باقی ہے رسمِ پارسائی

بھُلایا آخرت کو ہم نے گویا
محبت دہر کی دل میں بٹھائی

زہے قسمت جو اپنے گھر بھی اترے
ہدایت، با حیائی، بے ریائی

اُسی سوغاتِ اولیٰ کی ہو پھر یافت
نبیؐ سے میرے آبا نے جو پائی

خدا کا فضل ہو ہم پہ فراواں
ملے دامِ ہوس سے اب رہائی

مٹیں طاغوت کے لشکر جہاں سے
اتر جائے یہ سیلِ بے حیائی

جھکے پیشِ خدا ہر ایک گردن
ہر اک دل میں ہو اُس کی کبریائی

نعیمؔ اس آرزو میں جی رہا ہوں
یہی دنیا ہے بس دل میں بسائی

◆......◆◆◆......◆

شہرِ نبیؐ میں آمد

دلوں کے زخم بھرتے جا رہے ہیں
مسائل خود سُلجھتے جا رہے ہیں

نجانے رنگ کتنے ہی نظر میں
تسلسل سے اترتے جا رہے ہیں

مرے افکار کی وادی میں ہر سُو
نئے چشمے ابلتے جا رہے ہیں

جوارِ رحمتُ للّعالمیںؐ ہے
سبھی منظر بدلتے جا رہے ہیں

کرم کا اک سمندر موجزن ہے
شب و روز اب سنورتے جا رہے ہیں

خداوندا! مَیں اب بھی کیا وہی ہوں
مِرے لمحے نکھرتے جا رہے ہیں!

◆......◆◆◆......◆

آرزوئے جمیل

وہ شہر شہرِ نوادر سے ہے بہت برتر
وہ بزم بزمِ تصور سے ہے بہت بڑھ کر

مری یہ خاک بھی اُس سرزمیں میں جائے کبھی
کبھی اے کاش کہ دیکھوں اُسے بہ چشمِ سر!

کجا کہ اوجِ ثریا مقام تھا اپنا
کجا کہ دنیا سمجھنے لگی ہمیں کم تر

سوادِ جاں میں اُداسی کا راج ہے گویا
زمین ڈھونڈتی ہے آج راہِ پیغمبرؐ

حضورؐ! پیاس سے انساں ہُوا ہے اب بے حال
حضورؐ! اہلِ زمیں پر ہو اک کرم کی نظر!

مرے وجود میں اترے وہی فسوں اِک بار
کیا تھا ظمتِ باطل کو جس نے زیر و زبر

حضورؐ نبیِ مکرمؐ کروں مَیں عرض نعیمؔ
کہ حالِ امتِ مرحوم ہے بہت ابتر!

◆......◆◆◆......◆

تلاش

اے کاش کہ عُقبیٰ کا میّسر ہو خزینہ
جو اُترے مدینے میں ملے ایسا سفینہ

اے کاش کہ مل جائے مجھے سوزِ جہاں تاب
اے کاش کہ میں پا لُوں کہیں بُوئے مدینہ

میراث کے گم گشتہ نشاں ڈھونڈ رہا ہوں
اللہ رے ہاتھ آئے مجھے اپنا دفینہ

آدابِ دعا مانگتا ہوں اپنے خُدا سے
چاہوں میں نعیؔم اپنے پیمبرؐ کا قرینہ

◆……◆◆◆……◆

قطعہ

اُن کے لطف و کرم کی بات کریں
آج کُوئے حرم کی بات کریں
کِس لئے آمدِ رسولؐ کے بعد
سطوتِ کَے و جم کی بات کریں

◆......◆◆◆......◆

سامراجیت

ظلم و ستم کے دَور کو کیا نام دیجئے
تیرے بدلتے طَور کو کیا نام دیجئے
میری وفا کو جو بھی تو چاہے پُکار لے
تیرے نظامِ جَور کو کیا نام دیجئے

◆......◆◆◆......◆

قطعہ

زمانے بھر کی عداوت کو آج مات کروں
یہ دن ہے آتشیں میں کیوں اسے نہ رات کروں
ہزار ظُلمتوں کے پہرے، گرچہ دہر میں ہیں
مَیں کیوں نہ نُور کی اور روشنی کی بات کروں

◆......◆◆◆......◆

رمضان کی آمد

نظارۂ عنایتِ ربِّ کریم ہے
رمضان جس کو کہتے ہیں کتنا عظیم ہے
ہم سوں کا جی بھی چاہے کہ نیکی کیا کریں
حق بات ہے کہ فطرتِ انساں سلیم ہے

◆......◆◆◆......◆

علامہ اقبال کے کلام سے میری محبت جناب عبدالستار نعیم صاحب سے میری ملاقات کا ذریعہ بنی۔ نعیم صاحب کو علامہ اقبال سے جو محبت ہے وہ سرسری نہیں بڑی گہری اور دیرینہ ہے۔ سکول کے زمانے ہی سے وہ اقبال خوانی سے نہ صرف دلچسپی رکھتے تھے بلکہ بڑی گہرائی اور جذب میں جا کر کلامِ اقبال پڑھتے تھے ۔نعتِ رسول اکرم ﷺ سے ان کی عقیدت کا اظہار ان کے نعتیہ مجموعوں میں ہو رہا ہے۔ اُن کے دو نعتیہ مجموعے جو اکٹھے شائع ہو رہے ہیں نعت کے قارئین کے لئے ہی نہیں اُردو شاعری سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے لطف و کیف کا سامان لئے ہوئے ہیں۔اُن کی نعتیہ شاعری میں جذبات کی فراوانی کے ساتھ فن کی پختگی اور مہارت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ میں ان کے نعتیہ کلام کی اشاعت پر انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ خدا اُن کی مساعی کو قبول فرمائے (آمین)

طالب الرحمٰن
ڈائریکٹر دیوانِ اقبال

زیرِ طبع

"تمنائے حرم"

عبدالستار نعیم

جناب عبدالستار نعیم سے تعلق گزشتہ چھپن (۵۶) سال سے زائد عرصہ پہ محیط ہے۔ موصوف ایک علمی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں۔ اُن کے والد گرامی جناب محمد علی طاہرؔ ساری عمر درس و تدریس کے مقدس شعبہ سے وابستہ رہے۔ آپ اُردو، فارسی اور عربی پہ مکمل عبور رکھتے تھے۔ ان کی کتاب "جذباتِ طاہر" کے نام سے بہت عمدہ علمی کاوش تھی مگر افسوس کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں افراتفری کے عالم میں جب گھر سے انخلاء ہوا تو بہت سی دوسری نوادرات کے ساتھ اس کتاب کا مسودہ بھی اس ہنگامہ کی نذر ہو گیا۔ کمپیوٹر کا زمانہ تھا نہیں کہ مسودہ دوبارہ بازیاب کر لیا جاتا۔ ایسے والد کے زیرِ سایہ پرورش پاتے ہوئے علمی ذوق فطری امر تھا۔ جناب عبدالستار نعیم اُردو، فارسی، انگریزی اور عربی کے ساتھ ساتھ سخنوری کا بھی بہت عمدہ ذوق اور معیار رکھتے ہیں۔ ایک عرصہ سے اُن سے اپنے علمی ذوق کو کتابی شکل میں ڈھالنے کی فرمائش اس گزارش کے ساتھ چل رہی تھی کہ ایسے برگزیدہ اور پاکیزہ خیالات اللہ کی عنایت اور قوم کی امانت ہوتے ہیں۔ اس لیے انہیں جتنی جلدی قوم کے سپرد کر دیا جائے، بہتر ہوگا۔ کیونکہ ان کی سوچ کا ماخذ قرآن مجید و اسوۂ رسولؐ ہے اور زندگی کا محور عشق رسولؐ ہے۔ اس لیے اگر ان کی پہلی کتاب "حضور رسالتمآب میں" کے نام سے آئی ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ یہ اس قافلہ کے سپاہی ہیں جن کے متعلق علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

تُو فرمودی رہِ بطحا گرفتیم
وگرنہ جز تُو مارا منزلے نیست

یہ کتاب بارش کا پہلا قطرہ ہے۔ اُمیدِ واثق ہے کہ اتنے عمدہ اور بابرکت آغاز کے بعد جناب عبدالستار نعیم کی طرف سے ان شاء اللہ ہر سال ایک نئی کتاب قارئین کی نذر ہو گی۔

ابو جنید عنایت علی
لاہور

۱۵ ربیع الاول ۱۴۴۶ھ
۱۹ ستمبر ۲۰۲۴ء